نمبر ۱۸ و ۱۹ قادیان دارالامان مورخہ ۶ - ۱۳ جولائی سنہ ۱۸۹۸ء جلد اول

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب سلمہ الرحمن
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
الحکم ۱۲ و ۱۳ پڑھا۔ موجب رحمت ہوا۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اگر اخبار چھپنے کے بعد فوراً ہمیں پہنچ جایا کرے۔ تو موجب مشکوری ہو۔ کیونکہ اسکا طبیعت کو ہمیشہ انتظار رہتا ہے۔ ایک فارسی خط حضرت اقدس کا جو کہ مجھے برادر ظفر احمد صاحب رحمہ اللہ سے ملا ارسال خدمت کرتا ہوں۔ تاکہ درج اخبار کر کے اپنے لئے اور ہمارے لئے توشۂ ثواب جمع کریں۔

وہو ہذا

بخدمت اخویم مولوی احمد الدین صاحب سلمہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
عنایت نامہ آں مخلص رسید۔ واضح باد۔ کہ فتح باب رحمت الٰہی بہ یک طریقہ نیست۔ کسے را بہ روزہ و نماز مے کشند و دیگرے را بہ صدقہ و خیرات یا بہ عملے دیگر راہ مے دہند۔ غرض وسائل قبولیت بہ حضرت احدیت مختلف افتادہ اند و ایں احقر بہ تائید دین و قلع و قمع مذاہب شیاطین مامور است و ہم دریں کار و خدمت لذت و کشائش مے یابد و ہمیں سیرت را از دیگر کساں نیز دوست مے دارد۔ و میخواہد کہ زاہدان کوتہ بیں کہ بہ دلق خود سرد کار مے دارند۔ و از غریقان ضلالت و معصیت بکلی دست کشیدہ اند ہمچو انبیاء بتعلیم عباد اللہ مشغول شوند و از بہر اعلاے کلمۂ اسلام جان و مال و عزت و آسائش را فدا کنند کہ در حالت موجودہ زمانہ ہمیں اعظم عبادت است۔ بفکر خود مبتلا ماندن۔ و از فکر برادر خود بکلی رو تافتن نامردی و نا اہلی است۔ پس کار ما ہمین است کہ ذکر یافت و ہم بدیں ماموریم۔ و خورسندیم و ہر کہ براہ ما قدم زن گشتیلفے دارد بر و مخفی نماند کہ مارا ہمیں خدمت سپردہ اند کہ با مخالفین دین متین مناظرہ و مجادلہ کنیم و برایشان محبت الٰہی باتمام رسانیم و کسیکہ چنیں سیرتے و خصلتے ندارد گو زاہد باشد یا عابدے یا گوشہ نشینے یا چلہ کشے او با ما مناسبتے ندارد و از ما نیست۔ و کل حزب بما لدیہم فرحون۔ و من ینصر اللہ ینصرہ

محمد صادق عفی عنہ۔ لاہور

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر چہارم

(سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۲ و ۱۳)

سورۃ البقرہ رکوع دوم

جیسا ہم نے نمبر سوم میں ذکر کیا اس رکوع میں منافقوں کا ذکر شروع ہوا ہے۔

اقسام نفاق نفاق دو قسم کا ہوتا ہے اول اعتقادی دوم عملی

اعتقادی نفاق تو یہ ہوتا ہے کہ جو اعمال اور

اور ضرورتوں کو جو اُسے پیدا ہونے تک نطفہ ہونے کی حالت سے اس دنیا سے قطع تعلق کرنے تک اور اس کے بعد اس لا انتہا زمانے میں ہوتی ہیں پورا کر سکے۔ ورنہ ایسے خدا کے سوا انسان کا دنیا میں رہنا ممکن ہی نہیں اور نہ آخر قیمس اس کے سوا چارہ ہے۔ ایسا خدا آقا و مطلق رب رحمٰن رحیم اور مالک یوم الدین ہو سوائے اسلامی تعلیم کے اور کہیں نہیں مل سکتا۔ وہ وہی خدا ہے جسکا بیان

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میں ہے۔ جب ہمیں جس خدا کی ضرورت تھی اور جو ہماری ربوبیت کر سکتا ہے ملگیا تو ہم کو چاہئیے کہ جسطرح وہ فرماتا ہے اُسکے مطابق عملدرآمد کریں تاکہ اس کی فرمانبرداری سے ایسے عظیم الشان بادشاہ کی مہربانیوں کے مورد بنیں جو اس دنیا کے بادشاہوں سے اعلےٰ اور بے تشبیہ ہے۔ اور ہر ایک امر میں اُس کی کلام پاک اور اس کے رسول سے مشورہ لیں کیونکہ وہی ایک ہے جو ہماری بچپن بڑھاپے اور اس دنیا کے بعد کی ضرورتوں کو جانتا اور پورا کر سکتا ہے۔

اس موجودہ حالت میں تمہیں کس مشورہ کی ضرورت ہے۔ یہہ تمہاری بچپن کی عمر ہے تو اس کے مناسب حال مشورے ہی کی ضرورت ہے اس لیئے میں تم کو ایک بچے ہی کا قصہ جو قرآن شریف نے بیان فرمایا ہے سُنا دیتا ہوں۔ اور وہ اس طرح پر ہے کہ ایک بچہ یوسف نام جس کے گیارہ اور بھائی تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے مضبوط زبردست تھے۔ کیونکہ جب اُنہوں نے اسکو اپنے باپ سے باہر لے جانے کے لیئے مانگا تو اُن کے باپ نے اُس بچے کی کمزوری اور ناتوانی پر رحم کر کے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اسکو بھیڑیا نہ کھا جاوے۔ دوسرے بھائیوں کا خطرہ نہیں کیا کہ اُن کو بھی بھیڑیا کھا جاوے گا کیونکہ وہ مضبوط اور ہوشیار تھے اور اُن کا جواب ونحن عصبۃ جس کا ترجمہ ہے کہ ہم ایک مضبوط جماعت ہیں بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ خیر قصے سے مطلب نہیں اُنہوں نے جوں توں کر کے اُس کو باپ سے جدا کر کے جنگل میں جا کر کسی اندھے کنوئیں میں گرا دیا (بچو خیال رکھو وہ بھی تمہارے جیسا ایک بچہ ہی تھا اُس کا معاملہ سُناتا ہوں) خدا نے جس حالت میں چاہا۔ اُسے کنوئیں میں رکھا۔ کچھ عرصے کے بعد ایک قافلہ وہاں آیا قافلہ والوں نے یوسف کو کوئیں سے نکال کر اپنے ساتھ لیا اور دور دراز ملک مصر میں جا کر اُسی کسی امیر کے ہاں تھوڑی سی قیمت کے بدلے میں فروخت کر دیا۔ اور اس کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ اب جانتے ہو کہ وہ چھوٹی سی عمر میں جس میں شائد کوئی اور بچہ ذرا سی دیر بھی ماں سے جدا ہونا گوارا نہیں کرتا پیارے ماں باپ سے بڑی بے رحمی سے توڑ کر الگ کر دیا گیا۔ مُلک سے بے ملک کیا گیا۔ زبان وہاں کی بالکل سمجھ نہیں سکتا۔ گویا اُس کے واسطے سارے لوگ حیوان ہی ہوں گے اور وہ ایسی جگہ ہے کہ بظاہر کوئی حامی و مددگار و تسلی دہ اور غمگسار نہیں ہے۔ وہاں بھیجا گیا۔

بچو۔ غور کرو۔ گو اُسکو ایک طرف بڑی تکلیفوں کا مقابلہ تھا۔ حیرانی۔ پریشانی اور بے کسی کا سامنا تھا۔ مگر دوسرے طرف اندر ہی اندر ایک آواز دینے والے نے اُس عین کنوئیں کی مصیبت کے وقت بھی بڑی سریلی آواز اور دل کے اندوہ کو دور کرنے والی کلام سے اور دل کو باغ باغ کرنے والی آواز سے خوش کیا۔ جیسے کلام مجید میں فرما ہے۔ و اوحینا الیہ لتنبئنہم بامرھم ھذا وھم لا یشعرون۔ جس سے خواہ بظاہر لوگوں کی نظر میں کیسی اشد سے اشد تکلیف ہو تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ اُس کے بعد اُس امیر کے دل میں جس نے اُسے خرید کیا تھا اور وہ اُنہیں غلام بنا کر رکھ سکتا تھا اُس کے دل میں محبت ڈالدی محبت بھی ایسی محبت کہ اُس کے بجائے اس کے کہ اُسے غلام بناوے گھر کا مالک بنا دیا۔ اور ہر طرح کے آرام راحت۔ آسائش اور خوشی وہاں اُنہیں ملی۔ یہاں تک کہ ایک وقت وہ ایک قسم کا بادشاہ ہی بنگیا بہت سے ملکی اختیارات اُسکو مل گئے۔ وہی بھائی معافی کے خواستگار ہوئے جن کو ایک وقت میں جب وہ کوئیں میں گرانے لگے ہونگے وہ کہتا ہوگا کہ مجھے کنوئیں میں نہ گراؤ۔ اب وہی فرمانبرداری کے لیئے کمربستہ ہیں بھلا کیا وجہ ہے کہ بظاہر اسباب تو اسی کی مقتضی تھے کہ وہ ذلیل و خوار ہووے لوگوں کا ماتحت اور غلام بنے۔ دربدر پھرے۔ بھوکا مرے۔ مگر وہ

مگر وہ برعکس اس کے ہر جگہ ذلت سے بچا۔ بلکہ اُس کے مخالف آخر اُس کے سامنے ذلت سے آئے لوگ اُس کے ماتحت بنے وہ کسی کی ماتحتی میں نہ آیا۔ بلکہ یہاں تک ترقی کی کہ گویا بادشاہی کے درجے تک نوبت پہنچی جانتے ہو اس کی کیا وجہ ہے۔ میں بتا دیتا ہوں لڑکو تم جانتے ہو کہ جس لڑکے پر اسکا استاد خوش ہو۔ اُسے اُستاد کیسا پیار کرتا ہے۔ محبت سے سبق دیتا ہے اُسے انعامات دیتا ہے۔ کوئی لڑکا اُسے مار نہیں سکتا کیونکہ اگر کوئی اُسے مارنے یا لڑنے کا ارادہ کرے استاد اُسے روک دیتا بلکہ اُلٹی اس لڑکے کو سزا دیتا ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ اُستاد اُس لڑکے سے پیار کرتا ہے انعام دیتا ہے اور اگر کوئی اُسے مارنے لگے۔ تو اسکو سزا دیتا ہے اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ لڑکا اپنے استاد کا حکم مانتا سبق یاد کر کے اُسے خوش کر لیتا ہے اس طرح پر وہ آرام میں رہتا ہے اور دوسرے لڑکوں میں اور اس میں بھی فرق اور تمیز ہوتی ہے۔ پس اب ذرا سوچو کہ جب ایک چھوٹے سے اُستاد یا حاکم کو خوش کر کے آدمی خوش رہ سکتا ہے تو کیا اُس اُستادوں کے استاد اور حاکموں کے حاکم کو یعنی اللہ کو جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے خوش کر کے کوئی ذلیل اور خوار ہو سکتا یا کوئی اور اسے ذلیل یا خوار کر سکتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ وہ بڑی آرام و آسایش میں رہتا ہے۔ اللہ اُسے دوسرے لوگوں سے اچھی طرح پر محبت سے رکھتا ہے اور اُس کی ساری مرادیں پوری کرتا ہے اس چھوٹے بچے نے بھی جسکا نام یوسف تھا اپنے اللہ کو خوش کر لیا تھا وہ وہی کام کیا کرتا تھا جو اُس کے مولا کو پسند ہوتے تھے۔ وہ چوری۔ جھوٹ چغلی۔ غیبت۔ حرص۔ طمع کمینی۔ بزدلی اور شہوات نفسانی سے۔ اور اور جتنی بُری عادات خدا کو ناراض کرنے والی ہیں سب سے بچتا تھا۔ دیکھو یوسف ؑ کو اُسی عورت نے جن کے گھر میں وہ رہتا اور پرورش پاتا تھا حرام کاری کے لیئے کہا تو اُس نے ذرا بھی خوف یا طمع نہ کی۔ خدا کا خوف کیا (محسن کے معنے بتائیں گے) بچگیا اور کہہ دیا توبہ توبہ اللہ کی پناہ ایسا کام ہرگز ہرگز نہیں کروں گا۔ اللہ نے تو مجھے ایک بڑی عمدہ جگہ دی ہے وہ ایسی حالت ہے کہ اُس کے مقابلہ میں ایسی گندی خوشیاں ہیچ اور ناکارہ ہیں

اور اس حرام کاری کے کام سے باز رہا۔ ایسا نہ ہو کر خدا ناراض ہو جاوے۔ اسی طرح وہ ہر ایک کام میں اس بات کا خیال رکھتا تھا کہ ایسا نہ ہو کر خدا ناراض ہو جاوے غرض جب اُس نے خدا کو ناراض نہ کیا۔ اور جس طرح یوسف نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ نے بھی یوسف کو خوش کر دیا۔ اور اُسے ملک میں بڑی طاقت عنایت فرمائی کیونکہ وہ بڑا نیک کردار اور محسن تھا۔ اور فرمایا۔ کہ ہم سارے لوگوں کو جو ایسے کام کرتے ہیں ایسا ہی آرام اور انعام دیا کرتے ہیں محسن کے معنے یہ ہیں کہ ہر وقت اللہ کو حاضر ناظر جان لے۔ جب کوئی کام کرے دل میں دھیان ہو کہ اللہ دیکھتا ہے + پچھو خدا نے اُس کی بڑی قدر کی اور اُس کو بڑی عزت دی یہاں تک کہ اپنی پاک کتاب میں اس کے قصے کو احسن القصص بیان فرمایا ہے۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا مرتبہ ہوگا کہ الٰہی دفتر میں مخلصوں۔ سچوں۔ نیکوں میں اس کا نام درج ہو گیا۔

تم بھی اگر چاہتے ہو کہ اس جیسے بنجاؤ۔ خدا تم سے پیاری پیاری باتیں کرے۔ اور تم کو سچی کامیابیاں عنایت فرماوے۔ تم دنیا و آخرت میں سچی خوشی پاؤ تو تم کو بھی چاہئے کہ یوسف ؑ کے پاؤں پر پاؤں دھرو تا تم ویسی ہی کامیابی حاصل کرلو۔ اس کے قصے کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر کہ کس طرح وہ ماں باپ سے الگ اور ملک سے بدر کیا گیا تھا اُسکا کوئی حامی و مددگار نہ تھا اپنے دل کے ان چھوٹے خیالوں کو دور کردو کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ کسی کا باپ نہیں کسی کی ماں نہیں۔ کسی کا کوئی تربیت کرنیوالا نہیں پیارو یہ خیال محض غلط ہیں کہ ماں باپ نہیں۔ اخراجات کی مشکلات ہیں۔ تربیت کرنیوالا کوئی نہیں بھلا اُس بچے کا کون متولی تھا۔ اُس کی تربیت کون کرتا تھا۔ اس غریب الوطنی کی حالت میں اُس کے ماں باپ کوئی پاس تھے۔ نہیں تو پھر کیا وجہ کہ اُس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ یہی کہ نیک تھا اور خدا کو ناراض نہیں کرتا تھا۔ تم بھی اگر وہی اقتدار اور تمکن حاصل کرنا چاہتے ہو تو آؤ تم کو چند ایک ضروری باتیں بتائیں پہلی بات جو تم کو کرنی چاہئے وہ یہی ہے کہ شریر اور شہوانی لڑکوں سے دور رہا کرو۔ ان کی صحبت سے ہر وقت پرہیز کرو۔ بچو شریر لڑکے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پھسلاتے اور برباد کرتے ہیں۔ ان کی ہر طرح کی بدیوں سے پرہیز کرو۔ ایسے لڑکوں کے دماغ اور آنکھیں بالکل کمزور ہو جاتی ہیں کوئی محنت کا کام نہیں کر سکتے۔ ان کی ساری عمر سخت تکلیف سے گذرتی ہے اور ان کو اس بدی کی سزا اسی دنیا میں آخرت کے بعض نمونے کے مثل ملنی شروع ہو جاتی ہے۔ تم ایسے شریر لوگوں سے بچنا یہ تو عام لڑکوں میں بُری عادت ہوتی ہے۔ اور اُن کے اس کام کا بُرا اثر قریباً اُن کی اپنی جان تک ہی محدود ہوتا ہے مگر بعض اور جوان ہی شرارت کے میدان میں بڑھ کر قدم رکھنے والے ہوتے ہیں وہ کئی طرح سے چھوٹے چھوٹے بچوں کو ضائع کرتے ہیں۔ کبھی ان سے بُری بُری باتیں کرتے ہیں کبھی خود اُن کے سامنے ننگے ہو جاتے کبھی ان کو ننگے کرتے ہیں۔ کبھی اپنی پیشاب گاہ اُن کے ہاتھ میں پکڑاتے اور طرح طرح کی ناقابل ذکر بدمعاشیاں کرتے ہیں۔ غرض ایک تو شریر اور بدمعاش لڑکوں کی صحبت بد سے بچو کیونکہ ایسی صحبت زہر قاتل کی طرح اندر ہی اندر اپنا اثر کر جاتی ہے جس سے بچنا مشکل و محال ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو بعض وقت ایسے شریر النفس استاد بھی مل جاتے ہیں ان کا قطعاً خوف مت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ان کی رضامندی سے مقدم سمجھو۔

اس کے بعد بہت بانکپن سے بھی بچنا چاہئے کیونکہ بانکے ہو کر وہ پوشاک وہ وضع قطع ڈھال چال ان کو بڑا سست بنا دیتی ہے کام کرنا تو اُن کی شان کو دھبا لگاتا ہے جب کام نہ کیا پھر لباس پوشاک خوراک وغیرہ بغیر روپے کے کہاں سے آسکتی ہے تو ایسی ہی جب گھر سے اُن کو روپیہ نہیں ملتا تو اُنکو بڑی بڑی بدمعاشیوں اور شرارتوں سے کام لینا پڑتا ہے اکثر چوری کرتے یہ چوری کرواتے ہیں تو چوری ایک ایسی بڑی عادت ہے کہ اس کی چاٹ چھوٹنی محال ہوتی ہے۔ تم نے سنا ہوگا کہ اکثر چوروں کی ساری زندگی اسی میں گذر جاتی ہے کہ چوری کی پکڑے گئے۔ قیدی بنے۔ جب میعاد گذر گئی۔ تو پھر وہی چوری کی پھر قید خانے کی ہوا کھانے کو چلے گئے غرض اسی طرح پر اُن کی ساری عمر قید خانہ میں ہی گذر جاتی ہے۔ مگر وہ عادت کسی سزا وغیرہ سے چھوٹ نہیں سکتی۔ دیکھ لو الٰہی شریعت نے چور کے ہاتھ تک کاٹنے کا حکم فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ بانکے لوگوں کو کنجروں کا پیشہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ سوائے اسکے ان کا گذارہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اب تم جانتے ہو کہ کنجروں کا دینی یا دنیوی امور ہر دو میں کیا حال ہے + دیکھ لو اگرچہ میں آج جمعہ ہے حکم بھی ہے کہ دھلے ہوئے کپڑے پہنو نیا جبہ پہنو۔ اور مجھے استطاعت بھی اللہ کے فضل سے ہے مگر میں نے دیکھ لو معمولی کورے لٹھے کا پاجامہ پہنا ہوا ہے۔ غرض تم کو چاہئے کہ بانکپن بہت سے بچو اور ضرور بچو۔ یاد رکھو کہ ادنے ادنے برائیوں سے اعلےٰ درجے کی شرارتوں تک انسان پہنچتا ہے بازار کی مٹھائی کا استعمال جہانتک ہو سکے نہایت ہی کم کرو۔ کیونکہ یہ بھی ایک بُری عادت ہے۔ اور اسکا چھوڑنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ یہ بھی روپیہ چاہتی ہے تو پھر روپیہ حاصل کرنے کے سارے بُرے وسیلے اس میں بھی استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ اس سے بھی بُرے بُرے خطرناک نتائج کا خوف ہوتا ہے اور بازار کی مٹھائی کھانے کی عادت بچوں کے لئے زہر قاتل کا اثر رکھتی ہے۔

ان کے سوائے ہر ایک قسم کی بد صحبت سے بچو سستی۔ بزدلی۔ کم ہمتی کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔ ہر ایک قسم کے فساد اور لڑائی جھگڑوں سے بچو۔

اور اس کے مقابل پر نیک صحبت جو ہر ایک نیکی کی جڑ ہے اختیار کرو۔ کیونکہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین یعنی تقوےٰ اختیار کرو اور وہ اس طرح پر حاصل ہو سکتا ہے کہ صادق راستباز اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔ قرآن شریف عمل کی غرض سے خواہ ایک دو آیت ہی کیوں نہوں عمل کی غرض سے پڑھا سنا کرو۔ پانچوں نمازوں کو باجماعت عمدہ طور پر ادا کیا کرو۔ آپس میں اتفاق سے رہو۔ لڑائی جھگڑا مت کرو تھوڑی تھوڑی باتوں میں اختلاف کر کے اس انجمن سے الگ نہ ہو جایا کرو۔ دعائیں کیا کرو اس کم ہمتی کو دل میں نہ آنے دو کہ ہم کیا کر سکتے ہیں چھوٹے ہیں اور کل بارہ لڑکے ہیں۔ تم ابھی سن چکے ہو کہ اُس بچے یوسف نامی کو ماں باپ سے ملک سے

گھر بار سے جدا کر دیا گیا تھا چھوٹی سی عمر تھی اور ایسی لطیفہ تھیں کہ تم میں سے تو ہر ایک کے گیارہ معین و مددگار ہیں۔ اُس بیچارے کے گیارہ بھائی جانی دشمن تھے۔ تو دیکھو اُس نے اپنے خدا کو راضی کر کے کیا مرتبہ حاصل کیا اور کس کامیابی کو پہنچا اللہ فرماتا ہے انا مکنا لہ فی الارض۔ یعنے ہم نے اس کو زمین میں بڑی طاقت عنایت فرمائی تھی۔ نام الیا عزت سے اب بھی لیا جاتا ہے کہ جو بولتا ہے وہی یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کر کے بولتا ہے۔ غرض خدا کے دربار سے ناامید نہ ہوجیو۔ اس کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش سے جس طرح یوسف علیہ السلام نے کامیابیاں حاصل کیں تم بھی اپنی اس انجمن کو ترقی دو اور خدا تعالے سے ایک محبت کا رشتہ بنالو۔ تا وہ تم کو اور لوگوں سے تمیز کر کے رکھ لے اور تم اُس کی نظر میں پیارے ہو جاؤ۔

قربان جائیے اس کتاب کے کہ انسان کی ساری ضرورتوں کو جو اُسے موقع بموقع بچپن سے بڑاپے تک اور مرنے تک پڑتی ہیں ان سب کو ہی پورا کرتی ہے۔ دیکھو آج تم بچوں کے سامنے کچھ بیان کی ضرورت تھی اور نمونہ بھی دکھانا تھا جس کو مدنظر رکھ کر کام کرو تو کس طرح اُس ذات نے دل میں مناسب موقع اُس بچے کا حال ڈال دیا۔ اسی پر کفایت نہیں کرو ابھی سن لو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام تم جانتے ہو گے ایک بڑے عظیم الشان خدا کے پیارے نبی گذرے ہیں۔ اُن کو خواب میں دکھایا گیا کہ گویا وہ اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کرتے ہیں اس وقت اس بچے کی عمر معلوم ہوتا ہے کہ قریباً تیرہ ۱۳ برس کی تھی۔ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کو کہا کہ بیٹے میں نے دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کرتا ہوں بیٹے کی فرمانبرداری دیکھو کہ کوئی عذر نہیں کیا بلکہ کہدیا کہ یاابت افعل ما تؤمر۔ ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین۔ اے باپ جو آپ کو حکم ہوا ہے اُسے بجا لائیے انشاء اللہ تعالیٰ مجھے آپ صابر پاویں گے۔ اس وعدہ پر پکا رہوں گا۔

اب ذرا دیکھو اللہ تعالیٰ نے اُس فرمانبردار بچے کو جس نے اپنے آپ کو حکم الٰہی کے موجب گویا ذبح کروا ہی لیا کیا کیا اجر دیئے۔ وہ لڑکا جس نے رضاء الٰہی کے لئے مرنے سے پہلے مرنا اختیار کیا خدا نے اُسے کیسا زندہ کیا کہ قیامت تک بادشاہ لوگ اپنے آپ کو اس کی اولاد میں سے ہونے کا فخر کرتے رہیں گے۔ اس کی اولاد کے بچے بھی سید یعنے سردار کہلاتے ہیں۔ خدا نے اسکا نام صادق الوعد رکھ دیا۔ کیا یہ کوئی چھوٹے بدلے ہیں۔ نہیں نہیں یہ بڑی بات ہے جو ہر ایک کے نصیب نہیں ہوتی۔ سرور کائنات بھی انہی کی اولاد میں سے ہیں۔ کیا یہ کوئی تھوڑی بات ہے + مگر کیا وجہ۔ وہی کہ اُس نے خدا کو ناراض نہ کرنا چاہا۔ اس کی رضا کے لئے مرنے سے پہلے مرنا اختیار کیا۔ خدا عملوں کو دیکھتا ہے ظاہر شان و شوکت پر ہی یہ انعامات منحصر نہیں جیسے کہ ہماری جن لیں +

ایک اور یتیم بچے کا حال بھی سن لو۔ اُس بچے کا نام محمد تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہمارا سید و مولیٰ وہی ہمارا آقا اور شفیع۔ اُن کے والد ماجد جب وہ ماں کے پیٹ میں تھے۔ اور والدہ بزرگوارہ ۶ سال کا بچہ چھوڑ کر اس جہان سے کوچ کر گئے تھے۔ کون تھا جس کے ہاتھ سے پرورش ہوئی۔ تم سوچو اُس بچے کا کیا حال ہوتا ہے جس کے والدین اسے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاویں۔ مگر پھر اس یتیم بچے کی کامیابیاں دیکھو کہ کیا اس سے پہلے دنیا میں کوئی آجتک کامیاب ہوا۔ نہیں ہرگز نہیں ویسا کامیاب نہ کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ اسکا باعث بھی یہی تھا کہ اُس نے مخلوق کی پرواہ نہ کر کے خدا سے تعلق پیدا کر لیا تھا۔ اور اُس کے ساتھ دوستی لگالی تھی۔ اور ساری کامیابی کہ آج دنیا میں کروڑوں آدمی کے قریب ہر دم اس پر درود پڑھتے اور اللھم صل علی محمد کے نعرے اُڑ رہے ہیں۔ صرف اسی دوستی کا نتیجہ ہے۔ جو اُس خدا کے پیارے نے خدا سے کی تھی +

تم کو ان کے بچپن کا ایک حال سناتا ہوں

کہ مکہ میں اُن دنوں میں ایک بڑی انجمن تھی جس میں چالیس سال کے کم عمر کے لوگ شریک نہیں ہو سکتے تھے۔ اس انجمن کو ندوہ کہتے تھے اور ان لوگوں نے اُن بچوں کو فضول سمجھ رکھا تھا۔ تو رسول اللہ ایسی انجمن میں شریک ہوئے۔ جو کم عمر لوگوں سے بنی تھی اس انجمن کا ایک کام یہ تھا کہ کوئی مسافر وہاں آگیا ہو اور کسی مصیبت باعث اُس کے پاس واپس جانے کا خرچ نہ رہا ہو تو اس کی مدد کرنا۔ اور اور غربا مساکین کی مدد کرنا۔ اور ایسی قسم کے مظلوموں کی امداد کرنا جیسے کہ کسی کے ناموس پر کسی نے حملہ کیا ہو وغیرہ وغیرہ۔ غرض اپنی نیک نیتی کے باعث سے اُنہوں نے اس میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ اسی طرح اب تمہاری انجمن بھی اس کے مشابہ ہے۔ تم بھی نیک نیتی خدا ترسی اور اتفاق اور دُعا سے کام لو تا کہ کامیاب ہو جاؤ۔

جانتے ہو کہ میں نے تم کو کیا کچھ کہا ہے اچھا پھر خلاصہ کے طور پر بیان کر دیتا ہوں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر پورا ایمان رکھو کہ اللہ کے سوا کسی کی سچی فرمانبرداری نہ کرو۔ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ کسی کو اپنے ضرر یا نفع پہنچانے والا سوائے خدا کے نہ مانو۔ کسی کو سوائے اللہ کے قاضی الحاجات اور دعاؤں کے سننے والا نہ گردانو۔ بہرحال عسر و یسر میں اُسی کی طرف جھکو۔ اور محمد کو اُس کا بھیجا ہوا اور اس کی کتاب کا معلم جانو +

بعض کام ہیں جن سے بچتے رہو اور بعض ہیں جن کو ہمیشہ کرتے رہو۔ مثلاً نہ کرنے والے۔ بُرے نفس پرست۔ شہوانی لوگوں کی صحبت سے حرص۔ چوری۔ بانکپن۔ غیبت۔ چغلیاں۔ دوسروں کے حقوق کو تلف کرنے والے۔ اور ہر ایک قسم کے بدکار شریر لوگوں کی صحبت سے ہمیشہ پرہیز کرتے اور بچتے رہو سستی نہ کرو۔ لڑائی جھگڑوں سے بچو۔ بازار کی مٹھائیوں کا استعمال نہ کرو۔ خودروی اختیار نہ کرو اور ان سب سے بڑھ چڑھ کر خدا سے جنگ نہ کرو۔

اور کرنے کے کام۔ نیک صحبت اختیار کرو ہر ایک قسم کی بُری عادتوں کو چھوڑ دو۔ سادگی اختیار کرو۔ حق اللہ اور حق العباد کا خیال رکھو۔ قرآن شریف عمل کی غرض سے پڑھو یا سنو۔ نماز باجماعت پڑھو محنت کے عادی بنو ہمت اور بلند حوصلگی اختیار کرو دلیری کرو۔ دعائیں مانگو۔ اللہ پر بھروسہ رکھو۔ نیک

منوّر بننے کی کوشش کرو۔ خدا کو کامیاب کرنیوالا ہونے پر یقین رکھو پھر استقلال اختیار کرو اور ان سب سے بڑھ چڑھ کر خدا سے صلح کر لو +

دعا۔ خدا تعالیٰ مجھ کو اور تم سب کو میں نے جو باتیں کہی ہیں ان پر عمل کرنیکی توفیق عنایت فرمائے اور ہم سب کو اپنی سچی فرمانبرداری کرنیکی توفیق دے اور اسی سچی فرمانبرداری میں ہی سب کو اس دنیا سے اپنی طرف بلا لیوے اور ہماری آخری پکار یہی ہو الحمد للہ رب العالمین۔ آمین ثم آمین۔

سرمن (خطبہ)

نمبر

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۱۶ و ۱۷)

تو کیا وہ عظیم الشان کامیابی جو سرور کائنات کو حاصل ہوئی ہو سکتی تھی؟ ہرگز نہیں اس مقدس رسول نے اپنی کسی مصلحت کو مقدم ہی نہیں کیا بلکہ اپنی مصلحتوں کو کچل ڈالا اور اپنی خواہش کو مل کر خدا تعالیٰ کی ندا پر پتلی کی طرح چلنے لگے اور سنتے ہی سمعنا و اطعنا کہکر آمادہ ہو گئے اور پھر اس سے وہ کامیابی حاصل کی کہ دنیا میں قیامت تک کسی ایسے مظفر و منصور استباز کا پتہ نہیں چلتا جیسا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا قیامت تک دو جہان کا شہنشاہ اگر کوئی کہلایا ہے تو وہ محمد الرسول اللہ ہی ہے۔ اور اور یہ بھی ضروری تھا کہ آپ کے پیرو بھی خدا اور آپ کی اطاعت کا اعلےٰ سے اعلےٰ نمونہ دنیا کو دکھاتے لہذا خدا نے سمعنا و اطعنا کہنے والوں کو چنا اور بتایا کہ ان کو اس سے پہلے کیا ہے۔ **الذین امنوا وعملوا الصلحت** کی قید لگانے سے صاف مطلب یہ ہے کہ ان کا ایمان عملی رنگ والا یعنی شرح صدر والا اور پوری تسلیم والا ایمان ہوگا وہی لوگ رسول اللہ صلعم کے جانشین بن سکیں گے یا یوں کہو کہ رسول کریم کے بعد معاً بلا فصل جو گدی پر جلوس فرماویں گے وہ یقیناً ایمان اور اعمال صالحہ میں تمام صحابہ میں اکمل و افضل اور سرتاج ہوں گے۔ چنانچہ اس امام المسلمین افضل المسلمین کی اطاعت اور تسلیم پر نظر کرو۔ اس خطرناک وقت میں جب مکہ کی سر زمین مجنونوں اور خونیوں کی طرح خدا کے نبی کو دیکھتی تھی۔ اور ہر طرف خطرہ تھا امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوبکر کے گھر میں آتے ہیں ابوبکر اپنی فراست صحیحہ سے اس مقدس پیشانی کو دیکھ کر تاڑ گئے۔ اور اس سے پیشتر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ فرماویں۔ پوچھا کہ کیا اس وقت ہجرت کا حکم ہے۔ آپ فرماتے ہیں ہاں ابوبکر کے منہ سے کسی خوشی میں یہ الفاظ نکلتے ہیں؟ ایسے وقت میں خر کشیش دل اور سچی تسلیم سے اس قریش کی قوم کے نامی گرامی رئیس نے اپنے مقتدا کا ساتھ دینے پر آمادگی ظاہر کی ہے اور اپنے تجارتی منافع اور قومی تعلقات کا بالکل لحاظ نہیں کیا اور نہ یہ سوچا ہے کہ اس کے پسماندوں پر آتش مزاج جھلائے ہوئے ناکام عرب کیا خوفناک نزلہ گرے گا اس تسلیم اور شرح صدر اور اطاعت مرشد و مولےٰ کی کوئی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں پھر وہ سفر آسائش و راحت کا سفر نہیں محمل اور سندس کے اوپر قدم رکھ کر جانے والا سفر نہیں ریل نہ تھی بلکہ قدم قدم پر خوف لگ رہا ہے کہ اب پکڑے گئے اب حریف آ پہنچے۔ اور ادھر انعام کا اعلان ہو چکا ہے کہ جو سر کاٹ کر لا دیگا اوس کو بیش قرار انعام دیا جاوے ان خطرات کے درمیان وہ صدیق اکبر سنتے ہی بہت اچھا کہکر۔ وہ ساتھ ہو لیا۔ یہ ایمان جو شرح صدر والا ایمان ہے جس کے اندر پوری تسلیم یہ ایمان جس نے پہلا نمونہ مرشد کی تسلیم کا بتلایا ہے اس کا نتیجہ فلاح و فوز بتلایا ہے + اور پھر دیکھو کہ فلاح کیسی دی۔ تکالیف دل اور جسم سے چھوڑا دیا۔ اور کیسے رسول اللہ کا وارث قیامت تک اسلام کی گدی پر سب سے پہلا جانشین ہوا۔ یہ شرف قرآن کریم کو ہے کہ جو تعلیم اور دعوے اس میں کیا جاتا ہے۔ وہ خیالی اور وہمی نہیں کہ اگر اس پر چلیں تو کیا ہو پہلے یہ دعوے کیا اور تعلیم دی کہ ایسا ایمان رکھنا چاہئے۔ پھر اس محتمل اعتراض کے دفع کے لئے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص دل میں ایسا خیال کرے کہ حکم سنتے ہی فوراً تعمیل کرنا کیا ضرور ہے ضرور ہے کہ اس وقت عقل سے بھی کام لیا جائے شاید کبھی امام ایسا حکم دیدے جو سراسر تباہی اور بربادی لانے والا ہو اور ممکن ہے کہ کبھی وہ پولیٹکل معاملات کی ناواقفی کے سبب اسکے کہ وہ ایک گاؤں کے کونوں میں گمنام رہنے والا شخص ہے اور دنیا کے نشیب و فراز سے واقف نہیں ہے کہ کوئی ایسا امر کرے جس کی تعمیل کا نتیجہ ہلاکت اور فضیحت ہو اس لئے اس امر کا ثبوت بھی دیا کہ ان لوگوں کو دیکھو تو جنہوں نے بلا چون و چرا رسول کے امر کی اطاعت کی اور بالخصوص اس صادق مرید اور حواری کے امام کی حالت پر نگاہ کرو جس نے کیسے خطرناک گھڑی میں اپنے سید و مولا کی اطاعت کی اور اپنی عقل اور چون و چرا کو اس میں مطلق دخل نہ دیا تو وہ کیا ہلاک ہو گیا یا سلامتی کے بھوکوں کے لئے ایک نمونہ بن گیا۔ غرض اللہ تعالےٰ نے اب بھی ایک سلسلہ پیدا کیا ہے۔ جو اسی طرز پر فلاح اور فوز کی امیدیں دیتا ہے اب خدا چاہتا ہے کہ ویسی ہی جزائیں ملیں اور ویسے ثواب حاصل ہوں مگر کب امام کے حکم میں ہماری جان اپنی مصلحت نہ سوچے ہماری اس میں تحقیقات نہ ہو کہ خدا جانے جوشش نفس سے کہا ہے یا الہام ہے۔ ہمارا علم و عقل کیا ہے اگر کچھ ہوتے تو مسیح موعود ہی کیوں نہ بنجاتے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم ہے کہ جب امام الوقت حکم دیتا ہے خواہ اس میں کیسا ہی ضرر جان نظر آوے سچے دل سے جان کا ایثار کرے۔ پھر خدا ویسا ہی درجہ دے گا جیسا ابوبکر کو دیا۔ یہ باتیں چترائی اور چالاکی سے نہیں بلکہ دل کی صفائی سے حاصل ہوتی ہیں ایسا ایمان شرح صدر کا مجھ کو اور میرے دوستوں کو اللہ تعالیٰ دے اور اس مبارک اور قبولیت کی گھڑی میں جو جمعہ کی گھڑی ہے دعا کرتا ہوں اور دنیا کے مقاصد سے ہٹ کر اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے ایسا ایمان چاہتا ہوں جو صحابہ کرام کو حاصل تھا۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر دولت نہیں۔ خدا کرے کہ ہم اس برگزیدہ جماعت سے ہوں جو **ھم المفلحون** کی مقدس جماعت ہے۔

(نوٹ) **آیت استخلاف** کے حقائق اور معارف دیکھنے کے لئے ہم اپنے ناظرین کو حضرت مولانا مرحوم کے رسالہ اثبات خلافت شیخین کے پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم چھپکر شائع ہوا۔

اے حبیب قدرداں علم وہنر — نورِ تحقیق سے کھلی ہے نظر

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر — نہ رہے کوئی لاولد مضطر — اعنی ہے حق ہر بشر کے پسر — لعل دُرِ یتیم سے بڑھ کر

چشم بد دور فضل ایزد داور — کیوں نہ ہوں اس سے بارور گھر

اظہار بشارت

ناظرین کو کار طرز اشتہار اسناد بشیار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاروں سے نہ طبیب ہیں۔ نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی
شیخ نظام الدین حکیم
امرت سر

معیار صداقت

یا تو شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے جسکو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچہ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کو طالب و اولاد کو آرزومند و دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فیضل خداداد کی منادی ہر عام سباکیا دی ہے

اس خادم الاطبا کو ۲۵ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا کاملین و سیاحین کی خدمت سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و قوت مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ۵ خدا نے پانچ انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو دہی ہوگی۔ مگر نمبر (۱) کم مقدور دوا سے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تو انگر عمدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمد نی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کا اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بشرط پیدایش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) نزد تصفیہ شدہ باہمی معتبر شخص کے برضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں (۶) اسپر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ رقمت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول فیضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دے۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دے۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ مگر گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ہے برباد وہ شجر کہ جس کا ثمر نہیں گم نام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی اک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز تحت ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہو گا۔ والیان ریاست و امرا حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہو	عے	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	لعہ	۲۸	نل اترنا	عہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	لعہ	۲۹	طول و عرض عضو کو زیادہ	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	صہ	۱۲	سرعت	لعہ	۲۱	ناسور	لعہ	۳۰	خضاب سالانا	لعہ
۴	جسکا حمل ۳-۴-۵ ماہ کر جاوے	صہ	۱۳	جریان	لعہ	۲۳	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	لعہ
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عے	۳۲	تسہیل ولادت	لعہ
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	لعہ	۲۴	ضیق النفس	عے	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	لعہ
۷	پت دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۱۵	لیھ	ہ	۳۴	تیجا۔ چوتھا۔ روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	لعہ	۲۶	آتشک	عہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	لعہ	۱۸	سبل	لعہ	۲۷	آتشک کل بدن	عے	۳۶	سرسام	لعہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرت سر چوک ڈیوڑھی کرمون

نمبر ۱۸ و ۱۹ قادیان دارالامان مورخہ ۶ - ۱۳ جولائی سنہ ۱۸۹۸ء جلد اوّل

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی ومخدومی جناب شیخ صاحب سلمہ الرحمن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحکم ۱۲ و ۱۳ پڑھا موجب رحمت ہوا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اگر اخبار چھپنے کے بعد فوراً ہمیں پہنچ جایا کرے۔ تو موجب مشکوری ہو۔ کیونکہ اسکا طبیعت کو ہمیشہ انتظار رہتا ہے۔ ایک فارسی خط حضرت اقدس کا جو کہ مجھے برادر ظفر احمد صاحب رحمہ اللہ سے ملا ارسال خدمت کرتا ہوں۔ تاکہ درج اخبار کر کے اپنے لئے اور ہمارے لئے توشۂ ثواب جمع کریں۔

وہو ہذا

بخدمت اخویم مولوی احمد الدین صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
عنایت نامہ آں مخلص رسید۔ واضح باد۔ کہ فتح باب رحمت الٰہی بہ یک طریقہ نیست۔ کسے را بہ روزہ و نمازے کشند و دیگرے را بہ صدقہ وخیرات یا بہ عملے دیگر راہ مے دہند۔ غرض وسائل قبولیت بہ حضرت احدیت مختلف افتادہ اند و ایں احقر بہ تائید دین وقلع وقمع مذاہب شیاطین مامور است وہم دریں کار و خدمت لذت وکشائش مے یابد وہمیں سیرت را از دیگر کساں نیز دوست مے دارد۔ ومیخواہد کہ زاہدان کوتہ بیں کہ بہ دلق خود سرو کار مے دارند۔ واز غریقان ضلالت ومعصیت بکلی دست کشیدہ اند ہمچو انبیاء بتعلیم عباد اللہ مشغول شوند واز بہر اعلائے کلمۂ اسلام جان ومال وعزت وآسائش را فدا کنند کہ در حالت موجودہ زمانہ ہمیں اعظم عبادت است۔ بلکہ خود مبتلا ماندن۔ و از فکر برادر خود بکلی رو تافتن نامردی و نااہلی است۔ پس کار ہمیں است کہ ذکر یافت وہم دریں ماموریم۔ وخورسندیم وہر کہ براہ ما قدم زن اشتیاقے دارد بود حقی دانند کہ ما ہمیں خدمت سپردہ اند کہ با مخالفین دین متین مناظرہ ومجادلہ کنیم وبدیشان حجت الٰہی باتمام رسانیم وکسیکہ چنیں سیرتے وخصلتے ندارد گو زاہد باشد یا عابدے یا گوشہ نشینے یا چلہ کشے او را با ما مناسبتے ندارد و از ما نیست۔ وکل حزب بما لدیہم فرحون۔ ومن ینصر اللہ ینصرہ

محمد صادق عفی عنہ۔ لاہور

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر چہارم

(سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۱۲ و ۱۳)

سورۃ البقرہ رکوع دوم

جیسا ہم نے نمبر سوم میں ذکر کیا اس رکوع میں منافقوں کا ذکر شروع ہوا ہے۔

اقسام نفاق نفاق دو قسم کا ہوتا ہے اوّل اعتقادی دوم عملی

اعتقادی نفاق تو یہ ہوتا ہے کہ جو اعمال اور

اور افعال زبان اور دیگر جوارح سے بطرز مومن صادر ہوتے ہیں ان کا یقین دل میں قطعاً قطعاً نہیں ہوتا بلکہ اللہ و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دل سے ایمان نہیں لاتا۔

نفاق عملی یہ ہے کہ بات بات میں جھوٹ۔ اور وعدہ کرے تو وعدہ خلافی۔ امانت میں خیانت کرے معاہدہ کرے تو غداری کرے۔ اور لڑائی میں غلیظ گالیاں دے۔ عشاء اور فجر کی نماز میں عموماً سستی ہو عام طور پر نماز میں حضور قلب اور صدق نیت شامل نہ ہو۔ بلکہ نمائشی اور ریاکاری کے طور پر۔ خدا تعالی کی راہ میں خرچ کرنے سے دل چرائے۔ کوئی دوسرا بھلا کام کرے خواہ وہ اعلےٰ ہو یا ادنےٰ اس میں نکتہ چینی کرے۔

نفاق کیوں پیدا ہوتا ہے تفصیلی طور پر اگر اس پر لکھا جاوے تو یہ بجائے خود ایک مضمون ہے اور نوٹ اس کا متحمل نہیں ہوسکتا اس لئے مختصر طور پر یہی ہے کہ نفاق غالباً اللہ تعالی کے ساتھ وعدہ کر کے اُس کے ایفاء میں سُستی کا نتیجہ ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص کمی تدبر سے بول اٹھے کہ اگر اللہ تعالی سے کوئی بھی وعدہ نہ کیا جاوے تو نفاق پیدا ہی نہ ہو؟ ہاں یہ بات کسی حد تک معقول ہے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالی کے ساتھ بہت وعدے نہ کئے جاویں یہ ذکر تفصیل کے ساتھ انہیں نوٹس میں اپنے محل پر آئیگا مگر انسانی فطرت اپنی نوعیت میں اللہ کریم سے ایک عظیم الشان وعدہ قالوا بلی کہہ کر کر چکی ہے جسکا ذکر ہم نے عہد میثاق والے مضمون میں کیا ہے۔ پس ہر مومن شخص کو از بس ضروری ہے کہ اس وعدہ کی ایفاء کی طرف توجہ کرے اور اس وعدہ ربوبیت میں جو ستر ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ بتوفیق الٰہی اپنے مقام پر آئیگا۔

واذا قیل لھم کے معنے ہیں جب کبھی ان کو کہا گیا۔ اس جملہ پر معترض اعتراض کرتے ہیں کہ کہنے والے کون ہیں پس خوب یاد رہے کہ کہنے والے کافر ہی ہیں یعنے کافر ہی اُن سے کہتے ہیں کہ تم کیوں کیسو ہو کر امن قائم نہیں کرتے۔ اور اس قسم دو دلی کر فساد پیدا کرتے ہو۔ مگر وہ مریض دل اس کا نام اصلاح رکھتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو صلح کل کہنے والے اور

بامسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام کا ورد کرنے والے لوگ بھی اسی زمرہ میں شامل ہیں **الا انھم ھم المفسدون** خبردار وہ مفسد ہیں **ولکن لا یشعرون** مگر وہ خیال نہیں رکھتے۔ یا خیال نہیں کرتے یا ذرا بھی عقل نہیں رکھتے چونکہ فساد عقل سے دریافت ہوسکتا ہے اس لئے یہ اس ابلغ اور افصح ترتیب قرآن کی خوبی ہے کہ اس جگہ **لا یشعرون** کا لفظ فرمایا کہ اگر ان کو ذرا بھی عقل ہو تو وہ اپنے مفسد ہونے کو سمجھ لیں اور آگے چونکہ تصفیہ مذہب ہے یعنے ایمان کا اس لئے و **اذا قیل لھم امنوا** کے مقابل میں فرمایا **ولکن لا یعلمون** مگر وہ علم نہیں رکھتے اگر وہ علم رکھتے تو ایمان اور نفاق میں تمیز کر سکتے۔ چونکہ عقل اور علم وہ کھو چکے ہیں پس نہ وہ مومن ہوسکتے ہیں اور نہ حقیقی معنوں میں مصلح۔ ان دونوں آیتوں پر کمال غور کے بعد یہ فتوے لگا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ منافق نہ تو عقل صحیح رکھ سکتا ہے اور نہ حقائق الاشیاء کا علم حقہ ہی اُسے نصیب ہوتا ہے جس کی وجہ سے اُسے نہایت خلجان اور اضطراب میں زندگی بسر کرنی پڑتی ہے (**اللھم احفظنا من شر النفاق**)۔ **شیطان کا** اشتقاق دو لفظوں سے پایا جاتا ہے۔ یا تو شطن سے بمعنے دوری اور یا شیط بمعنی ہلاکت سے پس ہلاکت اور نامرادی کی راہیں بتلانے والے اور اللہ تعالی سے بُعد اور حرمان کی طرف لیجانے والے۔ ناپاک لوگ بھی شیاطین کہلاتے ہیں اور ایسے افعال اور اعمال بھی جو ہلاکت اور دوری الٰہی کا موجب ہوں شیطانی کرتوت کہلا سکتے ہیں۔

اللہ یستھزءبھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون یعنی اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے اور اُن کو ان کی سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے اور وہ اس ترک حدود میں اندھے ہو جاتے ہیں اللہ تعالی کی پاک ذات استہزا سے پاک ہے۔ مگر ہر ایک صفت اللہ تعالی کی اپنے اندر ایک خاص شان اور کمال رکھتی ہے۔ **اللہ یستھزءبھم** کی تفسیر **یمدھم فی طغیانھم یعمھون** ہے۔ یعنے سرکشی اور ترک حدود اللہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آنکھیں رکھ کر بھی عجائبات الٰہی سے مستفید

نہیں ہوسکتے اور سچی خوشی نہیں پاسکتے پھر اُن کی بُری حالت اور قابل عبرت ورحم گت اُن پر لوگوں کو ہنسی اور استہزاء کا مقام دیتی ہے۔ یہ اللہ تعالی کا استہزاء ہے۔ وہ بھی اللہ تعالی کی باتوں پر استہزاء لوگوں ہی کے سامنے کرتے ہیں پس جن کے سامنے وہ آیات اللہ کی تضحیک کر کے اُن کو خوش کرنا چاہتے اور آپ اس استہزاء سے ایک وہمی اور خیالی انتفاع چاہتے ہیں اللہ تعالی اُنہی لوگوں کو اُن پر ہنسنا تا اور تضحیک کا وقت دیتا ہے۔

اولئک الذین اشتروا الضللۃ بالھدی۔ منافق وہ لوگ ہیں جو ہدایت کی بجائے گمراہی خریدتے ہیں یہ لوگ بھی دو قسم کے ہی ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی آگے دو جداگانہ مثالوں سے ان میں امتیاز کریگا۔

ہدایت کے معنے کیا ہیں ہدایت کے چار معنے ہیں۔ اول وہ خواص طبعی ہدایت کہلاتے ہیں جن کے ذریعے سے کائنات کا ہر ذرہ ذرہ اپنے فطرتی اور ذاتی کام میں لگا ہوا ہے جیسے آنکھوں کا کام دیکھنا ہے وغیرہ یہ خواص طبعی ہیں یا شہد ضرور میٹھا ہوتا ہے۔ وغیرہ چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے **کل شیءٍ خلقہ ثم ھدی** یعنے ہر ایک چیز کو پیدا کر کے خاصہ طبعی بھی رکھا ہے۔ یہ ہدایت بجز اللہ تعالی کے جو خالق کل شی ہے ممکن نہیں۔ دوم ہدایت کے معنے **دعوت الی الحق** کے ہیں حق کا جاننا اول شرط ہے اس لئے تعلیم حقہ کے لئے سب سے پہلا معلم تو فطرت انسانی عام کی ساخت اور پھر اُس میں وہ نور قلب ودیعت رکھا ہوا ہے جو نبوت کا ظل کہلا سکتا ہے اور پھر انبیاء علیہم السلام کا پاک وجود چونکہ ان سب ذریعوں کا ہم پہنچانا بھی اللہ تعالی ہی کے قبضہ قدرت اور اُس کے ہی فضل پر موقوف ہے لہذا فرمایا **ان علینا للھدی وانک لتھدی**۔ سوم پہلے کاموں کے بعد ان میں منازل ترقی طے کرنا بھی ہدایت ہے۔ اور یہ جیسا ہم پہلے کسی نمبر میں بیان کر آئے ہیں ایک عام اٹل قانون پاتے ہیں کہ جس طاقت سے کام لیں گے وہ بڑھے گی پس اچھے کام کرنے پر زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے اور اس ہدایت کا نام توفیق ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ **والذین اھتدوا زادھم ھدی** جو لوگ اچھے کام کرتے ہیں اُن کے لئے بھلے کاموں کی راہ نمائی کرتے ہیں۔ چہارم اعمال

وہ افعال زبان اور دیگر جوارح سے بطرز مومن صادر ہوتے ہیں ان کا یقین دل میں قطعاً قطعاً نہیں ہوتا کہ اللہ و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دل سے ایمان نہیں لاتا۔

نفاق عملی یہ ہے کہ بات بات میں جھوٹ۔ اور وعدہ کرے تو وعدہ خلافی۔ امانت میں خیانت کرے جھگڑا کرے تو غداری کرے۔ اور لڑائی میں غلیظ گالیاں دے عشاء اور فجر کی نماز میں عموماً سست ہو۔ عام طور پر نماز میں حضور قلب اور صدق نیت سے شامل نہ ہو۔ بلکہ نمائشی اور ریاکاری کے طور پر۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے دل چرائے۔ کوئی دوسرا بھلا کام کرے خواہ وہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ اس میں نکتہ چینی کرے۔

نفاق کیوں پیدا ہوتا ہے تفصیلی طور پر اگر اس پر لکھا جاوے تو یہ بجائے خود ایک مضمون ہے اور یہاں اس کا محل نہیں ہو سکتا اس لئے مختصر طور پر یہی ہے کہ نفاق غالباً اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کر کے اس کے ایفاء میں سستی کا ثمرہ ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص [illegible] سمجھے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی وعدہ نہ کیا جاوے تو نفاق پیدا ہی نہ ہو ہاں یہ بات کسی حد تک معقول ہے اور کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت وعدے نہ کئے جاویں یہ تفصیل کے ساتھ انہیں [illegible] وصیت میں اللہ کریم سے ایک عظیم الشان وعدہ قالوا بلیٰ کا کر چکے [illegible] میں کیا ہے۔ [illegible] وعدہ کی ایفاء کی طرف توجہ کرے اور اس وعدہ کو [illegible] انشاء اللہ بتوفیق الٰہی اپنے مقام پر [illegible]۔

واذا قیل لھم کے معنے ہیں جب کبھی ان کو کہا گیا۔ اس جملہ پر معترض اعتراض کرتے ہیں کہ کہنے والے کون ہیں خوب یاد رہے کہ کہنے والے کافر ہی ہیں یعنے کافر ہی ان سے کہتے ہیں کہ تم کیوں یکسو ہو کر امن قائم نہیں کرتے۔ اور اس قسم دو دلی کر فساد پیدا کرتے ہو۔ مگر وہ مریض دل اس کا نام صلاح رکھتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو صلح کل کہنے والے اور

مسلماں اللہ اللہ برہمن رام رام

کام در کرنے والے لوگ بھی اسی زمرہ میں شامل ہیں **الا انھم ھم المفسدون** خبردار وہ فساد میں **ولکن لا یشعرون** مگر وہ خیال نہیں رکھتے۔ یا خیال نہیں کرتے یا ذرا بھی عقل نہیں رکھتے چونکہ فساد عقل سے دریافت ہو سکتا ہے اس لئے یہ اس ابلغ اور افصح ترتیب قرآن کی خوبی ہے کہ اس جگہ **لا یشعرون** کا لفظ فرمایا کہ اگر ان کو ذرہ بھی عقل ہو تو وہ اپنے مفسد ہونے کو سمجھ لیں اور [illegible] لگے چونکہ [illegible] ہو ایمان کا اس لئے **اذا قیل لھم امنوا** کے مقابل میں فرمایا **ولکن لا یعلمون** مگر وہ علم نہیں رکھتے اگر وہ علم رکھتے تو ایمان اور نفاق میں تمیز کر سکتے جو لوگ عقل اور علم دونوں کھو چکے ہیں پس نہ وہ مومن ہو سکتے ہیں اور نہ حقیقی معنوں میں مسلم۔ ان دونوں آیتوں پر کمال غور کے بعد یہ فتویٰ لگانا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ منافق نہ تو عقل صحیح رکھ سکتا ہے اور نہ حقائق [illegible] نصیب ہوتا ہے جس کی وجہ سے اسے نہایت خلجان اور اضطراب میں زندگی بسر کرنی پڑتی ہے (**اللھم احفظنا من شر النفاق**)۔ **شیطان** کا اشتقاق دو لفظوں سے پایا جاتا ہے۔ یا تو شطن سے بمعنے دوری اور یا شیط بمعنی ہلاکت سے پس ہلاکت اور نامرادی کی راہیں بتلانے والے اور اللہ تعالیٰ سے بعد اور حرمان کی طرف لیجانے والے۔ ناپاک لوگ بھی شیاطین کہلاتے ہیں اور ایسے افعال اور اعمال بھی جو ہلاکت اور دوری الٰہی کا موجب ہوں شیطانی کرتوت کہلاتے ہیں۔

اللہ یستھزئ بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون یعنی اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے اور ان کو ان کی سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے اور وہ اس ترک صعود میں اندھے ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی پاک ذات استہزاء سے پاک ہے۔ مگر ہر ایک صفت اللہ تعالیٰ کی اپنے اندر ایک خاص شان اور کمال رکھتی ہے۔ **اللہ یستھزئ بھم** کی تفسیر **یمدھم فی طغیانھم یعمھون** ہے۔ یعنے سرکشی اور ترک حدود اللہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آنکھیں رکھ کر بھی عجائبات الٰہی کو مستفید

نہیں ہو سکتے اور سچی خوشی نہیں پا سکتے پھر ان کی بُری حالت اور قابل عبرت رنگت ان پر لوگوں کو ہنسی اور استہزاء کا مقام دیتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا استہزاء ہے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی باتوں پر استہزاء لوگوں ہی کے سامنے کرتے ہیں جن کے سامنے وہ آیات اللہ کی تضحیک کر کے ان کو خوش کرنا چاہتے اور آپ اس استہزاء سے ایک وہمی اور خیالی انتقام چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کو ان پر ہنسنا اور تضحیک کا وقت دیتا ہے۔

اولئک الذین اشتروا الضللۃ بالھدیٰ یعنے منافق وہ لوگ ہیں جو ہدایت کی بجائے گمراہی خریدتے ہیں یہ لوگ بھی دو قسم کے ہی ہوتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ اگر دو [illegible] گا۔

ہدایت کے معنے کیا ہیں ہدایت کے چار معنے ہیں۔ اول وہ خواص بھی ہدایت کہلاتے ہیں جن کے ذریعے سے کائنات کا ہر ذرہ ذرہ اپنے فطرتی اور ذاتی کام میں لگا ہوا ہے جیسے آنکھ کا کام دیکھنا ہے وغیرہ یہ خواص طبعی ہیں اشیاء میں ودیعت ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **کل شیء خلقہ ثم ھدیٰ** یعنے ہر ایک چیز کو پیدا کر کے خاصہ بھی ہی رکھا ہے۔ یہ مرتبہ بجز اللہ تعالیٰ کے جو خالق کل شیء ہے ممکن نہیں۔ دوم ہدایت کے معنے **دعوت الی الحق** کے ہیں حق کا جاننا اول شرط ہے اس لئے تعلیم حقہ کے لئے سب پہلا علم تو فطرت انسانی عالم کی ساخت اور پھر اس میں وہ نور قلب ودیعت کیا ہوا ہے جو نبوت کا ظل کہلا سکتا ہے اور پھر انبیاء علیہم السلام کا پاک وجود جو کہ ان سب ذریعوں کا سر چشمہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت اور اسی کے ہی فضل پر موقوف ہے (**ان علینا للھدیٰ وانک لتھدی**) سوم بھلے کاموں کے بعد ان میں منازل ترقی طے کرنا بھی ہدایت ہے۔ اور یہ جیسا ہم پہلے کسی نمبر میں بیان کر آئے ہیں نیکی [illegible] اٹل قانون پاتے ہیں کہ جس طاقت سے کام لیں گے وہ بڑھے گی پس اچھے کام کرنے پر زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے اور اس ہدایت کا نام توفیق ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ **والذین اھتدوا زادھم ھدیٰ** جو لوگ اچھے کام کرتے ہیں ان کے لئے پہلے کاموں کی [illegible] ترقی کرتے ہیں [illegible] اعمال

صالحہ کے نتائج حسنہ کے بعد جو خوشی حاصل ہوتی ہے اُسے بھی ہدایت ہی کہتے ہیں۔ جیسے یہدیہم ربہم بایمانہم تجری من تحتہا الانہر یعنے جب ایمان سے کوئی کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت کی راہ دکھاتا ہے پس اب ہدایت کے معنوں پر غور کرنے کے بعد اشتروا الضللۃ بالہدیٰ کے معنے بالکل صاف نظر آتے ہیں کیونکہ انسان جب کہ فطرتی طور پر اپنی عام جسمانی پرورش وغیرہ میں ہدایت پر چلتا رہا ہے پھر جب بالغ ہو کر اُس ہدایت سے منتفع ہونیکا وقت آتا ہے تو وہ دین قوم کو چھوڑتا ہے اب اُس پر اُس ہدایت کے جو نتائج حسنہ واسطے مترتب ہونے تھے اُن کی بجائے بُرے نتائج پیدا ہونے لگتے ہیں۔ پس یہی بالہدایت اشتروا الضلالۃ ہے۔ کیونکہ ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کو حاصل کیا۔　　باقی آئندہ۔

اسلامی خبریں

شاہزادہ فرڈنینڈ پاشا والی بلگیریا معہ بیگم اپنے آقائے نامدار امیرالمومنین کی قدمبوسی کا فخر حاصل کرنے کے لئے ۲۵ ماہ گذشتہ کو آسٹریا کے بندر ٹرسٹ سے براہ سمندر قسطنطنیہ وارد ہوا۔ گھاٹ پر دربار ہمایوں کے دو اعلیٰ افسر استقبال کے لئے موجود تھے۔ جن کے ساتھ شاہزادہ اور اس کی بیگم جہاز سے اُترتے ہی محل یلدز سرا کو گئے فرڈنینڈ پاشا عثمانیہ مشیر کی وردی زیب تن کئے ہوئے تھا۔ محل پر پہنچنے پر امیرالمومنین نے دونوں سے ضابطہ کی ملاقات کی۔ بعد ازاں وہ محل میر عاصم کو جو محل یلدز سرا کی چار دیواری کے اندر ہی ہے چلے گئے۔ اور وہاں فروکش ہوئے۔ شام کو انہیں محل ہمایوں میں شاہانہ دعوت دی گئی جس میں وزیر اعظم اور سلطانی خاندان کے کئی ارکان شامل تھے۔ ۲۷ مئی کو سلاملق کے بعد دونوں جانے کی اجازت لینے کے لئے بہ خدمت شاہی میں حاضر ہوئے۔ سلطان المعظم اپنے باجگذار اور اُس کی خاتون سے نہایت لطف و کرم سے پیش آئے اور وہ دونوں شام کو بذریعہ ریل قسطنطنیہ سے صوفیہ کو روانہ ہو گئے۔

ٹائمز کے قول کے برخلاف ترکی سفارت کو سنیٹ پیٹرزبرگ میں پوری کامیابی ہوئی اور سلطان اُس کے نتیجہ سے ایسے خوش ہوئے ہیں کہ کہا جاتا ہے۔ کہ اُسی طرح کی ایک خاص سفارت سلطان نے دستخطی خط دیکر اب قیصر آسٹریلیا کے پاس بھیجی ہے۔ توفیق بک نائب وزیر خارجہ پچھلے دنوں بغرض تبدیل آب وہوا آسٹریلیا کے قصبہ کارلز باد گئے ہوئے تھے قصبہ مذکور کے چشمہ ہائے آب نمکیں نہایت مشہور ہیں وہاں اُن کی آسٹرین وزیر خارجہ کونٹ گوسوچکی سے ملاقات ہوئی اور آخر الذکر کی گفتگو سے اُن کو یقین ہو گیا کہ اگر سلطان المعظم آسٹریا میں خاص سفارت روانہ کریں گے تو اُس میں ناکامیابی نہیں ہوگی۔ چنانچہ اب باب عالی دول کے سفرا متعینہ قسطنطنیہ کی بجائے براہ راست دیگر یورپین فرمانرواؤں سے بھی نامہ و پیام کا سلسلہ شروع کرنیکا ارادہ رکھتا ہے۔

از دفتر انجمن اسلام لنڈن۔ بتاریخ ۵ جون ۱۸۹۷ء جلسہ انجمن اسلام لنڈن منعقد ہوا۔ مسٹر سید علی کریم میر مجلس تھے۔ مسٹر عبدالعزیز خاں نے یہ رزولیوشن پیش کیا۔ چونکہ ہم لوگوں کے بڑے بہی خواہ اور رہبر کی یادگار میں نواب محسن الملک بہادر اور دوسرے بہی خواہ قوم نے ایک فنڈ بنام سر سید میموریل فنڈ کھولا ہے۔ اسلئے انجمن اسلام لنڈن کو بھی لازم ہے کہ ایک چندہ میموریل فنڈ کی امداد کی غرض سے کھولے اور ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے ایسے عزیز اور بزرگ کی یادگار میں خاصکر جب کہ اس یادگار کا منشا مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم اور ترقی کا ہے ایک چندہ میموریل فنڈ مسلمانوں کی امداد کی غرض سے کھولا جائے۔ یہ رزولیوشن مسٹر محمد ریاض الحسن صاحب نے سکنڈ کیا اور مسٹر حسن شرف الدین خلیل صاحب نے بڑے جوش سے سپورٹ کیا اور ممبران نے بڑی خوشی سے باتفاق رائے پاس کیا۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ جو ممبران حاضر تھے اُنہوں نے اُسی وقت بیس پونڈ کا وعدہ کیا۔ اور امید ہے کہ ایک معقول چندہ عنقریب جمع ہو کر ہندوستان روانہ کیا جائے۔

سید محمد طاہر بک مالک اخبارات معلومات عربی و ترکی قسطنطنیہ کے محلہ پیرا ایک ادغلی میں سے گذر رہے تھے کہ چند اشقیا ان کو لاٹھی کی سخت ضرب سے بیہوش گرا کر رفوچکر ہو گئے۔ ضرب کا مہلک ثابت ہو جانا ممکن تھا مگر خداوند کریم کے فضل و کرم سے ایسا نہ ہوا اور اب سید موصوف کو بہت افاقہ ہے۔ اس عالی ہمت نوجوان کا دم بھی بسا غنیمت ہے۔

طرابلس الغرب (شمالی افریقہ) کے تازہ ترین اخبارات مظہر ہیں کہ یہاں کے مسلمان [illegible] قوم و ملت [illegible] سلطانیہ کے لئے ابھی تک [illegible] رہے ہیں۔

الطاف خسروانی۔ دولتلو غازی مختار پاشا کے فرزند نامدار بریگیڈیر جنرل (میرالائی) محمود بک مختار تبدیل آب وہوا اور قیام صحت کی غرض سے وائنا کے راستہ یورپ کو گئے تھے۔ وہ ابھی وائنا نہ پہنچے تھے کہ عثمانی سفیر کو مابین ہمایوں سے تار پہنچا کہ محمود بک وہاں آتے ہیں وہ جیش عثمانی کے جلیل القدر افسران میں سے اور یکے از یاوران شاہی ہے جس ہوٹل میں وہ فروکش ہو۔ ہر روز وہاں اُس کے پاس جا کر اُس کی صحت کی خبر بلا ناغہ حضور اعلیٰ حضرت آپ کی خدمت میں عرض کرتے رہو۔

اس سے نہ فقط دولتلو غازی اور اُن کے فرزند کی قدر و منزلت بلکہ امیرالمومنین کی سچی رعیت پروری اور اپنے وفاداروں کی قدر افزائی جیسی کچھ واضح ہو رہی ہے۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ بک موصوف خاندان خدیویہ میں بیاہے ہوئے ہیں۔ گذشتہ جنگ روم و یونان میں جو شجاعت و لیاقت اُن سے ظہور میں آئی تھی۔ امید ہے ہمارے ناظرین کو وہ فراموش نہیں ہوئی ہوگی۔

شاہزادہ فرڈنینڈ اور اُس کی بیگم نے جسکے سفر قسطنطنیہ کی کیفیت اوپر مندرج ہے سلاملق کے بازار یلدز سرا کا ملاحظہ کیا۔ اور سات سو پونڈ مالیت کی متفرق اشیا خریدیں جنرل احمد علی یاور سلطانی اور غالب بک ایڈریانوپل تک معزز مہمانوں کے ساتھ گئے۔ ٹائمز لکھتا ہے کہ "زار شہزادہ کے قسطنطنیہ جانے سے خفا ہو گیا ہے جو غالباً گیا بھی یہی جتانے کے لئے تھا کہ بلگیریا اُس کے ہاتھ میں محض کٹ پتلی نہیں ہے اور ظن غالب ہے کہ شہزادہ کو اب روس کو سفر کا ارادہ ملتوی کرنا پڑیگا" مگر خود روسی اخبار نووستی سے اسکی تردید ہو رہی ہے جو لکھتا ہے کہ شاہزادہ معہ بیگم فرزند ماہ جولائی کو سنیٹ پیٹرزبرگ آئیگا۔

صالحہ کے نتائج حسنہ کے بعد جو خوشی حاصل ہوتی ہے
اُسے بھی ہدایت ہی کہتے ہیں۔ جیسے یہدیہم ربہم
بایمانہم تجری من تحتہا الانہر یعنے جب ایمان
سے کوئی کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت کی راہ دکھاتا ہے
پس اب ہدایت کے معنوں پر غور کرنے کے بعد
اشتروا الضللۃ بالہدی کے معنے بالکل
صاف نظر آتے ہیں کیونکہ انسان جب کہ فطرتی طور پر
اپنی عام جسمانی پرورش وغیرہ میں ہدایت پر چلتا رہا ہے
پھر جب بالغ ہو کر اس ہدایت سے منتفع ہونے کا وقت آتا
ہے تو وہ دین قوم کو چھوڑتا ہے اب اس پہلی ہدایت
کے جو نتائج حسنے واسطے مترتب ہونے تھے اُن کی
بجائے بُرے نتائج پیدا ہونے لگتے ہیں۔ پس یہی
بالہدایت اشتروا الضللۃ ہے۔ کیونکہ ہدایت کو چھوڑ
کر گمراہی کو حاصل کیا۔ باقی آئندہ۔

اسلامی خبریں

شاہزادہ فرڈنینڈ پاشا والی بلگیریا معہ بیگم اپنی کے
نامدار امیر المومنین کی قدمبوسی کا فخر حاصل کرنے کے لئے
۲۵ ماہ گذشتہ کو آسٹریا کے جہاز پر براہ سمندر
قسطنطنیہ وارد ہوئے۔ گھاٹ پر دربار ہمایوں کے دو اعلیٰ
افسر استقبال کے لئے موجود تھے۔ جن کے ساتھ شاہزادہ
اور اس کی بیگم جہاز سے اترتے ہی محل یلدز سرا کو گئے
فرڈنینڈ پاشا عثمانیہ مشیر کی وردی زیب تن کئے ہوئے
تھا۔ محل پر پہنچنے پر امیر المومنین نے دونوں سے ضابطہ
کی ملاقات کی۔ بعد ازاں وہ محل میر عاصم کو جو محل یلدز سرا
کی چار دیواری کے اندر ہی ہے چلے گئے۔ اور وہاں
فروکش ہوئے۔ شام کو انہیں محل ہمایوں میں شاہانہ دعوت
دی گئی جس میں وزیر اعظم اور سلطانی خاندان کے کئی
ارکان شامل تھے۔ ۲۹ مئی کو سلاملق کے بعد دونوں چلنے
کی اجازت لینے کے لئے پھر خدمت شاہی میں حاضر
ہوئے۔ سلطان المعظم اپنے باجگذار اور اس کی خاتون
سے نہایت لطف و کرم سے پیش آئے اور وہ دونوں
شام کو بذریعہ ریل قسطنطنیہ سے صوفیہ کو روانہ ہو گئے۔

ٹائمز کے قول کے برخلاف ترکی سفارت کو سینٹ
پیٹرزبرگ میں پوری کامیابی ہوئی اور سلطان المعظم
نتیجہ سے ایسے خوش ہوئے ہیں کہ کہا جاتا ہے۔ کہ
اُسی طرح کی ایک خاص سفارت سلطان نے جنرل
خلف دیجراب قیصر آسٹریا کے پاس بھیجی ہے۔ ترکی
کے نائب وزیر خارجہ پچھلے دنوں بغرض تبدیل آب
وہوا آسٹریا کے قصبہ کارلزباد گئے ہوئے تھے
قصبہ مذکور کے چشمے آب نمکیں نہایت مشہور
ہیں وہاں ان کی آسٹرین وزیر خارجہ کونٹ گولوچسکی
سے ملاقات ہوئی اور آخر الذکر کی گفتگو سے ان کو
یقین ہو گیا کہ اگر سلطان المعظم سفرا معہ خاص سفارت
روانہ کریں گے تو اس میں ناکامیابی نہیں ہوگی۔ چنانچہ
اب باب عالی دول کے سفراء متعینہ قسطنطنیہ کی بجائے
براہ راست دیگر یورپین فرمانرواؤں سے بھی
پیام کا سلسلہ شروع کرنیکا ارادہ رکھتا ہے۔

از دفتر انجمن اسلام لنڈن۔ بتاریخ ۵ جون ۱۸۹۸ء
جلسہ انجمن اسلام لنڈن منعقد ہوا۔ مسٹر سید علی کریم میر
مجلس تھے مسٹر عبدالعزیز خاں نے یہ رزولیوشن
پیش کیا۔ چونکہ ہم لوگوں کے بڑے بہی خواہ اور رہبر
کی یادگار میں نواب محسن الملک بہادر اور دوسرے
بہی خواہ قوم نے ایک فنڈ بنام سرسید میموریل فنڈ
کھولا ہے۔ اسلئے انجمن اسلام لنڈن کو بھی لازم ہے
کہ ایک چندہ میموریل فنڈ کی امداد کی غرض سے کھولے
اور ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے ایسے عزیز اور بزرگ
کی یادگار میں خاصکر جب کہ اس یادگار کا منشا مسلمانوں
کی اعلیٰ تعلیم اور ترقی کا ہے ایک چندہ میموریل فنڈ
مسلمانوں کی امداد کی غرض سے کھولا جائے۔
یہ رزولیوشن مسٹر محمد ریاض الحسن صاحب نے سکنڈ
کیا اور مسٹر حسن شرف الدین خلیل صاحب نے بڑے
جوش سے سپورٹ کیا اور ممبران نے بڑی خوشی کے
باتفاق رائے پاس کیا۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ جو
ممبر حاضر تھے انہوں نے اسی وقت بیس پونڈ کا وعدہ
کیا۔ اور امید ہے کہ ایک معقول چندہ عنقریب جمع
ہو کر ہندوستان روانہ کیا جائے۔

سید محمد طاہر بک ایک اخبار معلومات
ترکی قسطنطنیہ کے محلہ میں ایک ... میں ...
رہے تھے کہ چند اشقیا ان کو لاٹھی کی سخت ضرب سے
بیہوش گرا کر رفو چکر ہو گئے۔ ضرب کا مہلک ثابت
ہو جانا ممکن تھا مگر خداوند کریم کے فضل و کرم سے ایسا نہوا
اور اب سید موصوف کو بہت افاقہ ہے۔ اس عالی
ہمت نوجوان کا دم بھی بسا غنیمت ہے۔

طرابلس الغرب (شمالی افریقہ) کے تازہ ترین اخبارات
مظہر ہیں کہ وہاں کے محبان قوم و ملت عساکر سلطانیہ
کے لئے ابھی تک گھوڑے پیش کر رہے ہیں۔

الطاف خسروانی۔ دولتلو غازی مختار پاشا کے فرزند
نامدار بریگیڈیر جنرل دیالالائی محمود بک مختار تبدیل آب
وہوا اور قیام صحت کی غرض سے ویانا کے راستہ یورپ
کو گئے تھے۔ وہ ابھی ویانا نہ پہنچے تھے کہ عثمانی سفیر
کو ماہین ہمایوں سے تار پہنچا کہ محمود بک وہاں آتے ہیں
وہ جیش عثمانی کے جلیل القدر افسران میں سے اور یکے از
یاوران شاہی ہے جس ہوٹل میں وہ فروکش ہو۔ ہر روز
وہاں ان کے پاس جا کر اس کی صحت کی خبر بلاناغہ علیحضرت
آپ کی خدمت میں عرض کرتے رہو۔
اس سے نہ فقط دولتلو غازی اور ان کے فرزند کی قدر و منزلت
بلکہ امیر المومنین کی سچی رعیت پروری اور اپنے وفاداروں
کی قدر افزائی جیسی کچھ واضح ہوتی ہے۔ وہ کسی تشریح کی
محتاج نہیں۔ بک موصوف خاندان خدیویہ میں بیاہے ہوئے
ہیں۔ گذشتہ جنگ روم و یونان میں جو شجاعت و بسالت
ان سے ظہور میں آئی تھی۔ امید ہے ہمارے ناظرین کو
وہ فراموش نہیں ہوئی ہوگی۔

شاہزادہ فرڈنینڈ اور اس کی بیگم نے اپنے سفر قسطنطنیہ
کی کیفیت اوپر مندرج ہے سلاملق کے بازار یلدز سرا کا تماشا
کیا۔ اور سات سو پونڈ مالیت کی متفرق اشیا خرید کیں
جنرل احمد علی یاور سلطانی اور غالب بک اڈیکانگ
سو دو مہمانوں کے ساتھ گئے۔ ٹائمز لکھتا ہے کہ شاہزادہ
کے قسطنطنیہ جانے سے مقصد گیا ہے جو غالباً بھی
یہی خیال کیا ہے کہ بلگیریا اس کے ہاتھ میں محض کٹ پتلی
نہیں ہے اور ظاہر غالب ہے کہ شہزادہ کو اب روس کے سفر کا ارادہ ملتوی
کرنا پڑیگا۔ اگرچہ روسی جرائد ... اس کی تردید ہو رہی ہے
جو لکھتا ہے کہ شاہزادہ معہ بیگم ... جولائی کو سینٹ پیٹرزبرگ جائیگا۔

ولایتی چٹھی

نمبر ۲

[illegible] اس ہوا کے طوفان [illegible] ایک [illegible] چودہ سالہ عمر کا لڑکا آسانی اور تیزی سے ہوا کے مقابلہ میں جا رہا ہے جس سے تعجب ہوا آخر کار نظر غور سے معلوم ہوا کہ اس نے خشکی پر ایک بادبان بنایا ہوا تھا اور اس میں ہوا بھرنے سے وہ بلا کسی تکلیف کے صاف چل سکتا تھا اس لڑکے نے کرتے کا دامن پکڑ کر اوپر اٹھایا ہوا تھا اور ایک چھوٹے سے بادبان کی صورت میں بنا کر اس میں ہوا بھر لی تھی۔ اس کے دیکھا دیکھی ہم نے بھی اپنے کوٹ کا دامن پکڑ لیا اور اسی طرح بنا کر ہوا بھری واقعی میں یہہ ایک ایسی ترکیب تھی جس سے چلنے میں بہ نسبت پیشتر کے نصف طاقت صرف ہوتی تھی آخر کار اسی طرح مقابلہ کرتے ہوئے ہم بندر کے کنارے پہنچکر ایک کشتی میں سوار ہوئے۔

ممباسہ جانے کے لئے ہمارے ساتھ علاوہ دس قلیوں کے ایک ٹھیکہ دار صاحب بھی تھے جو اپنے اہل و عیال کو بھی اپنے ہمراہ ممباسہ لئے جا رہے تھے۔ ان کیساتھ ہمارا قدیمی تعارف ہونے کی وجہ سے اکثر ہر ایک کار وبار میں ہم ان کے ساتھ ہی شریک تھے۔ چنانچہ کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا اکٹھا ہی تھا ہم نے دو کشتیاں کرایہ کیں اور جہاز کی طرف روانہ ہوئے۔ واضح ہو کہ جہاز چونکہ وزنی ہوتا ہے اس لئے بہت گہرے پانی میں کھڑا ہوتا ہے۔ کنارہ پر سے کشتیوں میں بیٹھکر مسافر جہاز میں سوار ہوئے ہیں۔

ہوا کی تیزی جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں بھلا یہہ کب ممکن تھا کہ سمندر پر اپنا اثر نہ کرتی۔ ایک ایک لہر پہاڑ کی طرح اٹھتی تھی اور کشتی کو اپنے ساتھ اٹھا کر پھر نیچے لاتی تھی۔ اور بادبانی کشتیوں میں چونکہ ایک اور مصیبت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ ایک ہی بازو پر جھک کر چلتی ہیں جیسے انسان ایک کروٹ لیٹا ہو اس لئے کل پانی ہوا کے زور سے کشتی کے اندر آجاتا تھا۔ اگرچہ کشتی والوں نے حفاظت کے لئے سامان پر تبرپالین وغیرہ ڈال دی تھیں مگر تاہم کل سامان پانی میں بھیگنے سے محفوظ نہ رہ سکا بجز اس کے جو خود اول ہی سے کسی ایسی محفوظ جگہ میں لیٹا ہو جس سے پانی اثر نہ کرے بعض اوقات کشتی اس قدر ٹیڑھی ہو جاتی تھی کہ مسافر گرتے گرتے بچ جاتے تھے آخر خدا خدا کر کے کشتی جہاز سے آلگی اور کل سامان جہاز میں رکھ کر ہر ایک نے اپنا اپنا بستر لگایا۔ بندہ نے بھی جہاز کے جنگلے کے ساتھ ایک سفری آرام کرسی بچھائی اور اس پر توشک وغیرہ ڈال کر سونے کے لئے خوب گدگدا بنا لیا۔ ۸ بجے کے قریب جہاز نے لنگر اٹھایا۔ ابھی آدھ گھنٹہ نہ گذرا تھا کہ جہاز نے اپنا رنگ بدلا اور بادِ دُول کے بل اس نے حرکت شروع کی چند ہی منٹوں میں یہاں تک نوبت پہنچی کہ بصد مشکل آدمی جہاز کے تختے پر کھڑا ہو سکتا تھا دیکھتے دیکھتے پھر سمندر کا رنگ بدلا اور موجیں جہاز کے اوپر آنے لگیں۔ پھر کیا تھا جدہر دیکھو ہائے ہائے کی آواز شروع ہے۔ جو کچھ کھایا پیا تھا وہ معدہ باہر نکال رہا ہے۔ تمام تختہ قے سے بھر گیا ایک طرف کے مسافر لڑکتے لڑکتے دوسری طرف چلے گئے اور بیچارے ابھی سنبھلے نہ تھے کہ موج نے آکر پھر ایک تھپیڑا مارا اور گر گئے اور لڑکتے لڑکتے دوسری طرف چلے گئے۔

ریلوے کے ان تین سو مسافروں میں بندہ بھی تھا اور ایک اور سگنلر صاحب بھی تھے ان کے ہمراہ ان کی اہلیہ بھی تھیں سب سے زیادہ تکلیف ان کو ہوئی۔ کیونکہ اگر ان کو خبر ہوتی تو انتظام کر کے چلتے ناگہانی آفت میں مبتلا ہو گئے۔ مستورات کا عالم جس پر تمام اسباب خوردنی۔ بستر۔ رضائی۔ تن کے کپڑے کا سمندر کے شور پانی میں ترتبر ہو جانا۔ اور ترتبر ہونا بھی ایک بار نہیں بلکہ متواتر موجوں کا اوپر پڑنا۔ غرضکہ سخت تکلیف تھی۔ ہندوؤں کے منہ پر رام رام۔ ہری ہری ہری۔ ہے نرائن اور مسلمانوں کے منہ پر کلمہ۔ اللہ کا نام۔ استغفار وغیرہ کلمات قدسیہ تھے۔ جو شخص جہاز کی چھت پر تھے ان کے بستر و برتن وغیرہ پانی میں ایسے بہتے پھرتے تھے جیسے سخت بارش میں پانی کے زور سے گلیوں میں کوڑا کرکٹ بہتا پھرتا ہے۔ اور جو مسافر نیچے کی منزل میں تھے وہ سب اوندھے منہ پڑے پڑے اپنے کئے پر پچھتا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر ہم کو اس مصیبت کی خبر ہوتی تو ہم اس بلا وقت پر تھوکتے بھی نہیں۔ قے کر کے تمام منزل نیچے کی بھری ہوئی تھی اور اسی میں بیچارے لت پت پڑے تھے۔ یہہ تو دیگر مسافروں کی حالت کا نقشہ تھا اب بندہ کی کیفیت سنئے۔

جب جہاز کی حرکت بدتر ہوئی تو مجھے فکر ہوئی۔ کہ میں کہیں کرسی سمیت سمندر میں نہ لڑک جاؤں کیونکہ اس حالت کے موقعہ پر یہہ امر بعید از قیاس نہیں تھا بلکہ ممکن تھا۔ اس لئے میں نے ایک رسّی کھول کر اپنی کرسی کو جنگلے کے ساتھ مضبوط باندھ لیا۔ اور کرسی پر لیٹ کر ایک چٹائی ساخت افریقہ جس کے اوپر ہونے سے انسان پانی سے محفوظ رہ سکتا ہے اپنے اوپر لے لی۔ اور میں دوسرے لوگوں کی نازک حالت اور ان کے پانی میں ادھر ادھر   پھرنے سے کبھی تو ہنستا تھا اور کبھی دل میں ڈرتا تھا۔ چونکہ مجھ کو اول دو سفروں میں کبھی ایسی مصیبت کا سامنا نہیں پڑا تھا اور جن جہازوں میں میں نے سفر کئے ان میں یہہ حالت کبھی نہیں دیکھی تھی اس لئے دیکھ دیکھ کر غرق ہونے کے خیال سے بھی سہم جاتا تھا۔ آخر کار میری تدبیریں مجھے کامیاب نہ کر سکیں اور وہ دل جس پر مجھے بہت بھروسہ تھا میرا ساتھ چھوڑنے لگا۔ اور کرسی پر سے جہاں میں سر ذرا اونچا کرتا فوراً متلی شروع ہوتی اور قے کرنے کو جی چاہتا۔ ڈر کے مارے پھر کرسی پر لیٹ جاتا۔ آخر موجیں اس زور سے جہاز میں آنے لگیں کہ مجھ کو خطرہ ہوا کہ کرسی اور میں ان کے اوپر تیر سکتے ہیں۔ اور مبادا میں ایسی حالت میں کرسی سے الگ ہو کر پانی کے ساتھ جہاز سے باہر نکل جاؤں۔ میرا بسترہ اور کرسی اور رضائی وغیرہ سب بھیگ گئے تھے اور چٹائی نے بھی تھوڑی دیر ساتھ دیکر آخر دور سے سلام کر دیا ہوا تھا اس لئے میں نے حفاظت جان کے لئے مرینہ کسافہ سر سے اتار کر اپنی کمر میں مضبوط باندھا اور پھول کے دونوں سروں کو ایک آہنی ستون جہاز کے ساتھ باندھ دیا کہ میں تیرتا ہوا سمندر میں نہ جا سکوں۔ باقی آئندہ

ولایتی چٹھی

نمبر ۲

اوپر گر کر آنکھوں اور منہ میں پڑتی تھی۔ اس ہوا کے طوفان میں ہم نے دیکھا کہ ایک لڑکا تیرہ یا چودہ سالہ عمر کا بڑی آسانی اور تیزی سے ہوا کے مقابلہ میں جا رہا ہے جس سے تعجب ہوا آخر کار غور سے معلوم ہوا کہ اس نے خشکی پر ایک بادبان بنایا ہوا تھا جس میں ہوا بھرنے سے وہ بلا کسی تکلیف کے صاف چل سکتا تھا اس لڑکے نے کرتے کا دامن پکڑ کر اوپر اٹھایا ہوا تھا اور ایک حصہ منہ سے بادبان کی صورت میں بنا کر اس میں ہوا بھر لی تھی۔ اس کے دیکھا دیکھی ہم نے بھی اپنے کوٹ کا دامن پکڑ لیا اور اسی طرح بنا کر ہوا بھری وہ آسانی ہیں یہ ایک ایسی ترکیب تھی جس سے پیچھے میں بہت بلیغ کے نصف طاقت صرف ہوتی تھی آخر کار اسی طرح مقابلہ کرتے ہوئے ہم بندر کے کنارے پہنچکر ایک کشتی میں سوار ہوئے۔

ممباسہ جانے کے لئے ہمارے ساتھ علاوہ ہندوستانیوں کے ایک ٹھیکیدار صاحب بھی تھے جو اپنے اہل و عیال کو بھی اپنے ہمراہ ممباسہ لئے جا رہے تھے۔ ان کے ساتھ ہمارا قدیمی تعارف ہونے کی وجہ سے اکثر ہم ایک کار و بار میں بھی ان کے ساتھ ہی شریک تھے۔ چنانچہ کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا اکٹھا ہی تھا ہم نے دو کشتیاں کرایہ کیں اور جہاز کی طرف روانہ ہوئے۔ واضح ہو کہ جہاز چونکہ وزنی ہوتا ہے اس لئے بہت گہرے پانی میں کھڑا ہوتا ہے۔ کنارہ پر سے کشتیوں میں بیٹھکر مسافر جہاز میں سوار ہوتے ہیں۔

ہوا کی تیزی جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں بھلا یہ کب ممکن تھا کہ سمندر پر اپنا اثر نہ کرتی۔ ایک ایک لہر پہاڑ کی طرح اٹھتی تھی اور کشتی کو اپنے ساتھ اٹھا کر بہت نیچے لاتی تھی۔ اور بادبانی کشتیوں میں چونکہ ایک اور مصیبت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ ایک ہی بازو پر جھک کر چلتی ہیں جیسا انسان ایک گوشہ پر جھکا ہو اس لئے کل پانی ہوا کے زور سے کشتی کے اندر آجاتا تھا۔ اگرچہ کشتی والوں نے حفاظت کے لئے سامان پر تیرپالین وغیرہ ڈال دی تھیں مگر تاہم کل سامان پانی میں بھیگنے سے محفوظ نہ رہ سکا بجز اس کے جو خود اول ہی سے کسی ایسی محفوظ چیز میں لپٹا ہو جس سے پانی اثر نہ کرے۔ بعض اوقات کشتی اس قدر ٹیڑھی ہو جاتی تھی کہ مسافر گرتے گرتے بچ جاتے تھے آخر خدا خدا کر کے کشتی جہاز سے آلگی اور کل سامان جہاز میں رکھ کر ہر ایک نے اپنا اپنا بستر لگایا۔ بندہ نے بھی جہاز کے جنگلے کے ساتھ ایک سفری آرام کرسی بچھائی اور اس پر توشک وغیرہ ڈال کر سونے کے لئے خوب گدگدا بنا لیا۔ ۷ بجے کے قریب جہاز نے لنگر اٹھایا۔ ابھی دو گھنٹے نہ گذرے تھے کہ جہاز نے اپنا رنگ بدلا اور بادلوں کے بل اس نے حرکت شروع کی چند ہی منٹوں میں یہاں تک نوبت پہنچی کہ بصد مشکل آدمی جہاز کے تختے پر کھڑا رہ سکتا تھا۔ دیکھتے دیکھتے سمندر کا رنگ بدلا اور موجیں جہاز کے اوپر سے آنے لگیں [illegible] جہاں کہیں دیکھو ہائے ہائے کی آواز شروع ہے۔ جو کچھ کھایا پیا تھا وہ معدہ باہر نکال رہا ہے۔ تمام تختہ قے سے بھر گیا ایک طرف کے مسافر لڑھکتے لڑھکتے دوسری طرف چلے گئے اور ابھی سنبھلے نہ تھے کہ موج نے آکر پھر ایک تھپیڑا مارا اور گر گئے اور لڑھکتے لڑھکتے دوسری طرف چلے گئے۔

ریلوے کے ان تین سو مسافروں میں بندہ بھی تھا اور ایک اور ٹھیکیدار صاحب بھی تھے ان کے ہمراہ ان کی اہلیہ بھی تھیں سب سے زیادہ تکلیف ان کو ہوئی۔ کیونکہ اگر ان کو خبر ہوتی تو انتظام کر کے چلتے ناگہانی آفت میں مبتلا ہو گئے۔ مستورات کا عالم جس پر تمام اسباب خوردنی۔ بستر وغیرہ۔ چارپائی تک [illegible] سمندر کے شور پانی میں تر بتر ہو جانا۔ اور تر بتر ہونا بھی ایک بار نہیں بلکہ متواتر موجوں کا اوپر پڑنا سخت تکلیف تھی۔ ہندوؤں کے منہ پر رام رام ہری ہری ہری۔ ہے رام جی۔ اور مسلمانوں کے منہ پر کلمہ۔ اللہ کا نام۔ استغفار وغیرہ کلمات قدسیہ تھے۔ جو شخص جہاز کی چھت پر تھے ان کے بستر و دیگر وغیرہ پانی میں ایسے بھیگے جیسے سخت بارش میں پانی کے زور سے گلیوں میں کوڑا کرکٹ بہتا پھرتا ہے۔ اور جو جہاز کے نیچے کی منزل میں تھے وہ سب اوندھے منہ پڑ کے اپنے کئے پر پچھتا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر ہم کو اس مصیبت کی خبر ہوتی تو ہم اس بلا وقت پر سفر کرتے بھی نہیں۔ نیچے کے تمام منزل نیچے کی بھری ہوئی تھی اور اسی میں بیچارے لیٹ رہے تھے۔ یہ تو دوسرے مسافروں کی حالت کا نقشہ تھا اب بندہ کی کیفیت سنو۔ جب جہاز کی حرکت بہتر ہوئی تو مجھے فکر ہوئی کہ میں کہیں کرسی سمیت سمندر میں نہ لڑھک جاؤں کیونکہ اس حالت کے موقعہ پر یہ امر بعید از قیاس نہیں تھا بلکہ ممکن تھا۔ اس لئے میں نے ایک رسی کھول کر اپنی کرسی کو جنگلے کے ساتھ مضبوط باندھ لیا۔ اور کرسی پر لیٹ کر ایک چٹائی ساخت اوڑھ لی جس کے اوڑھنے سے انسان پانی سے محفوظ رہ سکتا ہے اپنے اوپر لے لی۔ اور میں دوسرے لوگوں کی نازک حالت اور ان کے پانی میں ادھر ادھر پھرنے سے کبھی تو ہنستا تھا اور کبھی دل میں ڈرتا تھا۔ چونکہ میرا اول دفعہ ہی تھا کیونکہ میں کبھی ایسی مصیبت کا سامنا نہیں پڑا تھا اور جن جہازوں میں میں نے سفر کئے ان میں یہ حالت کبھی نہیں دیکھی تھی اس لئے دیکھ دیکھ کر غرق ہونے کے خیال سے بھی سہم جاتا تھا۔ آخر کار میری تدبیریں مجھے کامیاب نہ کر سکیں اور وہ دل جس پر مجھے بہت بھروسہ تھا میرا ساتھ چھوڑنے لگا۔ اور کرسی پر سے جہاں میں سر اٹھانا اور اونچا کرتا تو قے شروع ہوتی اور قے کرنے کو جی چاہتا۔ ڈر کے مارے پھر کرسی پر لیٹ جاتا۔ آخر موجیں اس زور سے جہاز میں آنے لگیں کہ مجھ کو خطرہ ہوا کہ کرسی اور میں ان کے اوپر سے پھینکے جاتے ہیں۔ اور مبادا میں ایسی حالت میں کرسی سے الگ ہو کر پانی کے ساتھ جہاز سے باہر نکل جاؤں۔ میرا بستر اور کرسی اور رضائی وغیرہ سب بھیگ گئے تھے اور چٹائی نے بھی تھوڑی دیر ساتھ دیکر آخر دور سے سلام کر دیا ہوا تھا اس لئے میں نے حفاظت جان کے لئے صرف یہ کیا کہ سر سے اتار کر اپنی کمر میں مضبوط باندھا اور اس کے دونوں سروں کو ایک آہنی ستون جہاز کے ساتھ باندھ دیا کہ میں تیرتا ہوا سمندر میں نہ جا سکوں۔ باقی آئندہ

سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

وبائے طاعون کے متعلق خدمات

بنی نوع انسان کی ہمدردی کا دعوے یوں خواہ کتنے ہی لمبے چوڑے الفاظ میں کیا جاوے جب تک اُس کا عملی ثبوت نہ ہو۔ وہ کچھ ہستی اور حقیقت نہیں رکھتا۔ وباء طاعون کی قریباً عالمگیر مصیبت پر ہماری گورنمنٹ عالیہ نے جسقدر کوشش اہل ملک کو اس تکلیف سے بچانے کے لئے کی ہے احسان پرست دلوں سے گورنمنٹ کے لئے ہر آن شکریہ اور دعائیں نکل رہی ہیں۔ ایسے وقت میں کہ جب ایک طرف آسمان اہل زمین کی ناکردنی حرکات پر غضب برسا رہا تھا۔ اہل زمین بجائے اسکے کہ اپنے اعمال و افعال میں پاکیزہ تبدیلی کرتے یہی نہیں۔ کہ وہ اپنی بدکرداریوں میں مصروف رہے۔ بلکہ بعض وحشی الطبع اور نادان لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کی تدابیر انسداد وبا پر بے طرح نکتہ چینی کی اور جہلا کو بھڑکایا یہاں تک کہ اکثر مقامات میں خوفناک فساد ہو گئے۔ ایسے لوگوں پر خدا تعالٰے کا قہر اور غضب کیوں نہ بھڑکے۔ جو اپنے محسن کے احسان کو بری نظروں اور ناقدرشناسی کی نگاہوں سے دیکھیں۔ ہم اس مختصر سے مضمون میں گورنمنٹ کی تدابیر انسداد وبا پر کوئی ریویو نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہم کو صرف یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ اس طوفان بے تمیزی میں جب کہ ایک طرف وبا طاعون زور سے پھیل رہی تھی اور رعایا سے زیادہ گورنمنٹ کو پریشان کر رہی تھی جو اپنی رعیت کے بچاؤ کے لئے بہت بے چین ہو کر لکھوکھا روپیہ خرچ کر رہی تھی دوسری طرف کوتاہ اندیش اور محسن کش جاہل اُن تدابیر پر بری نگاہیں ڈالتے تھے اور محض فضول اور لغو اعتراضات مذہب اور سوسائٹی کے رنگ میں کر کے عوام کو بدظن کرنے کی کوشش کرتے۔ اس پرآشوب فتنہ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیاں نے اُس سچی دلخواری اور ارادت کیشی کے جوش میں جو ان کو فطرتی طور پر گورنمنٹ انگلشیہ سے ہے اور اُس سچی ہمدردی اور غمخواری سے جو وہ بنی نوع انسان سے رکھتے ہیں علے الاعلان **طاعون** کے ہیڈنگ سے ایک اشتہار نکال کر کئی ہزار مفت تقسیم کیا جس میں بتلایا گیا کہ گورنمنٹ کی تدابیر انسداد یہی نہیں کہ **طبی قواعد** اور حفظ صحت کے اصول پر مبنی ہیں۔ بلکہ معقول دلائل سے بتلایا کہ انسانی فطرت اور قانون قدرت کا بھی یہی منشاء ہے! ورنہ صرف یہی بلکہ یہاں تک بتلایا کہ شریعت اسلام بھی ایسے موقع پر ایسے ہی قوانین روا رکھتی ہے۔ اور اس اشتہار میں عام لوگوں کو پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ہدایت کی۔ کیونکہ اصلاح چال چلن اور خوش کرداری ایسی چیز ہے جو ہر ایک قسم کی بغاوت اور مردم آزاری کے راستوں کو بند کر کے سچی ہمدردی اور حقیقی سلامتی کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ اور اوسی اشتہار پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ صدہا خطوط اس بارے میں لکھے۔ اور اپنے متبعین کو بہت تاکیدی خطوط کے ذریعہ اس امر پر بھی آمادہ کیا۔ کہ وہ اپنے ہمسایوں کو بھی خواہ وہ ہندو ہوں۔ یا مسلمان ان تدابیر انسداد کی خوبی اور عمدگی سمجھا دیں تاکہ ایسا نہ ہو۔ وہ نقصان اٹھائیں اور اس امر کی زیادہ ضرورت محسوس کر کے جناب ممدوح نے ایک عام جلسہ کرنا چاہا۔ چنانچہ عید اضحی کی تقریب پر ایسا جلسہ کرنے کا اعلان **جلسہ طاعون** کے عنوان سے دیا۔ اور دور دراز سے بہت سے احباب شامل ہوئے۔ اس جلسہ کی اجمالی کیفیت ہمارے مخدوم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور شائع کر چکے ہیں۔ اور مفصل کیفیت ہم نے **الانذار** نام رسالے میں شائع کی ہے غرض اس جلسہ پر حضور نے نہایت ہی وضاحت سے وبار طاعون کی تدابیر انسداد کی خوبی پر بحث کی اور شرعاً اور فطرتاً اون کے جواز پر تقریر کی۔ اس تقریر کے مفید اور غیر مفید ہونے پر ہم کوئی رائے دینا فضول سمجھتے ہیں۔ کیونکہ گورنمنٹ عالیہ تک نے اس تقریر کو مفید ترین تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ اس جلسہ کے متعلق جو شکریہ گورنمنٹ کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ اوسکو ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ اور صوبہ پنجاب کے مشہور و معروف انگریزی اخبار **سول اینڈ ملٹری گزٹ** لاہور نے جو ریمارک اوس پر کیا ہے اوس کا اندراج اس سے زیادہ موزون اور مناسب موقع ہے۔ کہ ہم کوئی رائے دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ہمعصر جو گورنمنٹ محسنہ کا دست و بازو کہلاتے ہیں۔ اس کو درج کر دیں تاکہ اور لوگوں کو بھی ایسے عمدہ خیالات ظاہر کرنے کا موقع مل سکے۔ اس سے پیشتر کہ ہم اوس موعودہ مراسلہ مراسلت اور ریمارک کو شائع کریں۔ اس امر کا اظہار بھی غیر مناسب نہیں سمجھتے۔ کہ جناب مرزا صاحب ممدوح نے اپنی کارگذاری متعلقہ طاعون کو یہیں تک محدود نہیں رہنے دیا۔ بلکہ کئی ہزار روپیہ کے صرف کثیر سے ایک دوائی بھی طاعون کے لئے طیار کی ہے۔ جسکو عنقریب ظاہر کریں گے۔ یہ دوائی بطور حفظ ماتقدم کے استعمال کی جاویگی۔ اور طاعون کی گلٹیوں کے لئے بھی ایک مرہم آپ نے طیار کیا ہے۔ یہ وہ مرہم ہے جو طب کی کتابوں میں مرہم عیسیٰ کہلاتا ہے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے زخموں کے لئے [illegible] کیا گیا تھا۔ یہ بہت ہی مفید چیز ہے۔ اور جناب مرزا صاحب کی خدمات طاعون کا خاتمہ یہاں تک بھی نہیں ہوا۔ بلکہ **طاعون** کے متعلق جناب ممدوح نے ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا ہے۔ جو گو مخصوص بہ طاعون نہیں۔ لیکن اسکی تحریک وہی اشتہار **طاعون** ہوا تھا۔ اور اس لئے اوس میں **طاعون** کی ماہیت وغیرہ پر بھی بقدر ضرورت بہت مفید بحث فرمائی ہے۔ جو بہت ہی نافع ہوگی۔ انشاء اللہ۔ اس رسالہ کا نام **ایام الصلح** ہے۔ جو فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں عنقریب شائع ہوگا۔ اب ہم اوس شکریہ کی چٹھی کو پہلے درج کرتے ہیں۔ اور پھر سول ملٹری گزٹ لاہور کا اقتباس درج کریں گے۔

وہو ہذا

منجانب ایچ جے بینارڈ صاحب بہادر جونیر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب۔

بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور

مؤرخہ ۱۱ جون ۱۸۹۸ء

جناب من!

(۱) مجھے ہز اونر لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ میں یہ ظاہر کروں۔ کہ جناب ممدوح اوس جلسہ کے حالات (جو ۲ مئی ۱۸۹۸ء کو قادیان میں منعقد ہوا تھا) اور اوس تقریر کو (جو اس جلسہ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے اون تدابیر انسداد وباء طاعون کے متعلق کی جو گورنمنٹ نے اختیار کر رکھی ہیں۔) پڑھ کر ازحد محظوظ ہوئے۔

(۲) ہز اونر نے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں جناب ممدوح کی طرف سے اوس امداد کا اعتراف کروں۔ جو اس جلسہ کے ممبران کی طرف سے گورنمنٹ کو ملی ہے۔

سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

وبائے طاعون کے متعلق خدمات

بنی نوع انسان کی ہمدردی کا دعوےٰ یونہی، وہ کتنا ہی بلند کیوں نہ زبانی کیا جائے جب تک اُس کا عملی ثبوت نہ ہو، وہ کچھ ہستی اور حقیقت نہیں رکھتا۔ وباء طاعون کی قریباً عالمگیر مصیبت پر ہماری گورنمنٹ عالیہ نے جسقدر کوشش اہل ملک کو اس تکلیف سے بچانے کے لئے کی ہے۔ احسان پرست لوگوں کو گورنمنٹ کے لئے ہر آن شکریہ اور دعائیں نکل رہی ہیں۔ ایسے وقت میں کہ جب ایک طرف آسمان اہل زمین کی ناکردنی حرکات پر غضب برسا رہا تھا۔ اہل زمین بجائے اسکے کہ اپنے اعمال و افعال میں پاکیزہ تبدیلی کرتے بھی نہیں۔ کہ وہ اپنی بدکرداریوں میں مصروف رہے۔ بلکہ بعض ہونے الطبع اور نادان لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کی تدابیر انسداد وباء پر بے طرح نکتہ چینی کی اور جہلا کو بھڑکایا یہاں تک کہ اکثر مقامات میں خوفناک فساد ہو گئے۔ ایسے لوگوں پر خدا تعالیٰ کا قہر اور غضب کیوں نہ بھڑکے۔ جو اپنے محسن کے احسان کو بری نظروں اور ناقدر شناسی کی نگاہوں سے دیکھیں۔ ہم اس مختصر سے مضمون میں گورنمنٹ کی تدابیر انسداد وباء پر کوئی ریویو نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ ہم کو صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس طوفان بے تمیزی میں جب کہ ایک طرف وباء طاعون زور سے پھیل رہی تھی اور رعایا سے زیادہ گورنمنٹ کو پریشان کر رہی تھی جو اپنی رعیت کے بچاؤ کے لئے بہت بے چین ہو کر لاکھوں روپیہ خرچ کر رہی تھی دوسری طرف کوتاہ اندیش اور محسن کش جاہل ان تدابیر پر بری نگاہیں ڈال رہے تھے اور محض فضول اور لغو اعتراضات مذہب اور سوسائٹی کے رنگ میں رنگ کے عوام کو بدظن کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس پر آشوب وقت میں جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان سلمہ اللہ نے بھی ہمدردی اور اطاعت کیشی کے جوش میں جو ان کو فطرتی طور پر گورنمنٹ انگلشیہ سے ہے اور اس ہمدردی اور خیر خواہی سے جو وہ بنی نوع انسان سے رکھتے ہیں بالاعلان **طاعون** کے ہیڈنگ سے ایک اشتہار نکال کر کئی ہزار مفت تقسیم کیا جس میں بتلایا گیا کہ گورنمنٹ کی تدابیر انسداد ایسی نہیں کہ طبی قواعد اور حفظ صحت کے اصول پر مبنی ہیں۔ بلکہ معقول دلائل سے بتلایا کہ انسانی فطرت اور قانون قدرت کا بھی یہی منشا ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ یہاں تک بتلایا کہ شریعت اسلام بھی ایسے موقع پر ایسے ہی قوانین روا رکھتی ہے۔ اور اس اشتہار میں عام لوگوں کو پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ہدایت کی کیونکہ اصلی چال چلن اور خوش کرداری ایسی چیز ہے جو ہر ایک قسم کی بغاوت اور مردم آزاری کے راستوں کو بند کر کے سچی ہمدردی اور حقیقی سلامتی کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ اور اسی اشتہار پر اکتفا نہیں کیا بلکہ صدہا خطوط اس بارے میں لکھے۔ اور اپنے متبعین کو بہت تاکیدی خطوط کے ذریعہ اس امر پر بھی آمادہ کیا کہ وہ اپنے ہمسایوں کو بھی خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان ان تدابیر انسداد کی خوبی اور عمدگی سمجھا دیں تاکہ ایسا نہ ہو۔ وہ نقصان اٹھائیں اور اس امر کی زیادہ ضرورت محسوس کر کے جناب ممدوح نے ایک عام جلسہ کرنا چاہا۔ چنانچہ عید اضحی کی تقریب پر ایسا جلسہ کرنے کا اعلان **جلسہ طاعون** کے عنوان سے دیا۔ اور دور دراز سے بہت سے احباب شامل ہوئے۔ اس جلسہ کی اجمالی کیفیت ہمارے مخدوم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور شائع کر چکے ہیں۔ اور مفصل کیفیت ہم نے **الانذار** نام رسالہ میں شائع کی ہے غرض اس جلسہ پر حضور نے نہایت ہی وضاحت سے وباء طاعون کی تدابیر انسداد کی خوبی پر بحث کی اور شرعاً اور فطرتاً ان کے جواز پر تقریر کی۔ اس تقریر کے مفید اور غیر مفید ہونے پر ہم کوئی رائے دینا فضول سمجھتے ہیں۔ کیونکہ گورنمنٹ عالیہ تک نے اس تقریر کو مفید ترین تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ اس جلسہ کے متعلق جو شکریہ گورنمنٹ کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ اسکو ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ اور صوبہ پنجاب کے مشہور و معروف انگریزی اخبار **سول اینڈ ملٹری گزٹ** لاہور نے جو ریمارک اس پر کیا ہے اس کا اندراج اس سے زیادہ موزوں اور مناسب موقع ہے۔ کہ ہم کوئی رائے دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے معاصر جو گورنمنٹ کو دست بازو کہلاتے ہیں اس کو درج کر دیں۔ تاکہ اور لوگوں کو بھی ایسے عمدہ خیالات ظاہر کرنے کا موقع مل سکے۔ اس سے پیشتر کہ ہم اس موجودہ مراسلہ مراسلت اور ریمارک کو شائع کریں۔ اس امر کا اظہار بھی غیر مناسب نہیں سمجھتے۔ کہ جناب مرزا صاحب ممدوح نے اپنی کارگذاری متعلقہ طاعون کو یہیں تک محدود نہیں رہنے دیا۔ بلکہ کئی ہزار روپیہ کے صرف کثیر سے ایک دوائی بھی طاعون کے لئے طیار کی ہے۔ جسکو عنقریب ظاہر کریں گے۔ یہ دوائی بطور حفظ ما تقدم کے استعمال کی جائیگی۔ اور طاعون کی گلٹیوں کے لئے بھی ایک مرہم انہوں نے طیار کیا ہے۔ یہ وہ مرہم ہے جو طب کی کتابوں میں مرہم الحواریین کہلاتا ہے۔ اور سیدنا مسیح علیہ السلام کے زخموں کے اندمال کے لئے طیار کیا گیا تھا۔ یہ بہت ہی مفید چیز ہے۔ اور جناب مرزا صاحب کی خدمات طاعون کا خاتمہ یہاں تک بھی نہیں ہوا۔ بلکہ **طاعون** کے متعلق جناب ممدوح نے ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا ہے۔ جو گو مخصوص بہ طاعون نہیں۔ لیکن اسکی تحریک وہی اشتہار **طاعون** ہوا تھا۔ اور اس لئے اس میں **طاعون** کی ماہیت وغیرہ پر بھی بقدر ضرورت بہت مفید بحث فرمائی ہے۔ جو بہت ہی نافع ہوگی۔ انشاء اللہ۔ اس رسالہ کا نام **ایام الصلح** ہے۔ جو فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں عنقریب شائع ہوگا۔ اب ہم اس شکریہ کی چٹھی کو پہلے درج کرتے ہیں۔ اور پھر سول ملٹری گزٹ لاہور کا اقتباس درج کریں گے۔

وھو ہذا

منجانب ای جے بینارڈ صاحب بہادر جونیئر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب۔

بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور

مورخہ ۱۱ جون ۱۸۹۸ء

جناب من!

(۱) مجھے ہز آنر لفٹننٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ میں یہ ظاہر کروں۔ کہ جناب ممدوح اس جلسہ کے حالات (جو ۲ مئی ۱۸۹۸ء کو قادیان میں منعقد ہوا تھا) اور اس تقریر کو (جو اس جلسہ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے ان تدابیر انسداد وباء طاعون کے متعلق کی جو گورنمنٹ نے اختیار کر رکھی ہیں۔) پڑھ کر نہایت محظوظ ہوئے۔

(۲) ہز آنر نے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں جناب ممدوح کی طرف سے اس امداد کا اعتراف کروں۔ جو اس جلسہ کے ممبران کی طرف سے گورنمنٹ کو ملی ہے۔

رہا۔ اب احباب اور برادران دینی کے لئے بھی کس قدر مسرت کا مقام ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ جیسی قدردان گورنمنٹ ان کی خدمات کا اعتراف کرتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے پیشوا اور امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چل کر گورنمنٹ عالیہ کو اور بھی مشکوری کا موقع دیں گے۔ ایڈیٹر

اقتباس از سول ملٹری گزٹ لاہور

[illegible] اسلام کا ایک مقتدر جلسہ حال میں بمقام قادیان [illegible] جناب مرزا غلام احمد [illegible] قادیان کے اہتمام [illegible] ہوا ہے۔ اور چونکہ شیخ رحمت اللہ صاحب نے [illegible] جلسہ کی روئداد شائع کی ہے۔ اس سے سول کو خیال پیدا ہوا ہے کہ شیخ رحمت اللہ کے زیر اہتمام ہے ہوا ہے۔ ورنہ مہتمم اور متحمل مصارف اس جلسہ کے جناب مرزا صاحب ممدوح تھے۔ (ایڈیٹر الحکم) منعقد ہوا۔ دفع طاعون کے لئے دعا مانگی گئیں۔ اور ایک لیکچر جناب حکیم نورالدین صاحب نے اون تدابیر انسداد طاعون کی تائید میں دیا۔ جو سیگریشن وغیرہ طریق پر گورنمنٹ نے رفع وبا کے لئے اختیار کی ہوئی ہیں۔ یہ مغالطہ بھی ہمارے ہمعصر کو اس روئداد جلسہ کے پڑھنے سے پیدا ہوا ہے۔ جناب حکیم نورالدین صاحب نے ایک جداگانہ تقریر کی تھی۔ جو خصوصیت سے ایک دوسرے امر عظیم کے متعلق تھی۔ جو انسانی ہدایت اور اصلاح کے لئے مقرر ہے۔ اور وبا طاعون کے متعلق اور اوسکی تدابیر انسداد مجوزہ و معمولہ گورنمنٹ کے متعلق ایک مبسوط تقریر جناب مرزا صاحب ممدوح نے فرمائی تھی۔ جس کا اعتراف گورنمنٹ عالیہ کے مراسلہ میں ہے۔ یہہ سلپ آف پین ہے۔ ورنہ ایک فاضل ایڈیٹر ان امور کی طرف پورا لحاظ رکھتا ہے۔ بہرحال مطلب حاصل ہے۔ ہمارے کوتاہ اندیش مخالف اس مقام پر ذرا غور سے سنیں۔ جو ہمارے انفلوئنس پر بھی نکتہ چینی کیا کرتے ہیں۔ سول کا فاضل ایڈیٹر بھی اسے انفلوئنشل میٹنگ قرار دیتا ہے۔ (ایڈیٹر)

اس وفادارانہ امداد کا اعتراف گورنمنٹ کی طرف سے بانیان و اہالیان جلسہ کو بھیجا گیا ہے اس لیکچر کا موضوع اور مقصد صرف یہہ تھا کہ اس امر کو موثر طریق پر بتلایا جاوے کہ گورنمنٹ نے جو تدابیر دافع وبا طاعون اختیار کر رکھی ہیں اون کی بنا محض ہمدردی اور خیرخواہی رعایا ہے۔ ان تدابیر سے صرف وبا کا دور کرنا مقصود ہے۔ اور اس امر کے لئے یعنے دفعیہ وبا کے لئے یہی تدابیر ضروری اور مناسب ہیں۔ اور یہ کہنا کہ گورنمنٹ لوگوں کو زہر دیتی ہے۔ یہی نہیں کہ **محض دروغ بے فروغ** ہیں۔ بلکہ ایک احمقانہ خیالات پر ان کی بنا ہے۔ اور ایسی جھوٹی اور بیہودہ باتوں پر ایک لحظہ کے لئے بھی کسی دانشمند اور عقل رکھنے والے انسان کو یقین نہیں کرنا چاہیئے۔ اور پردہ کے لئے شرع اسلام میں اسقدر کافی ہے۔ کہ سیگریشن کیمپ میں جانے کے لئے منہ پر کپڑا اوڑھے ہوئے مستورات چلی جاویں۔ اسلام خوفناک خطرات کے وقت ایسی کوئی تعلیم نہیں دیتا۔ اس سے غرض صرف یہ تھی۔ کہ جو لوگ پردہ دری کے شاکی ہیں اون کو بتلایا جاوے کہ مصیبتوں اور تکالیف کے وقت پردہ کی ایسی سخت قیود اسلام نے کہاں رکھی ہیں۔ غرض یہ جلسہ اس طرح پر ختم ہوا تھا۔

یہ ہے گورنمنٹ عالیہ کے اعتراف اور سول ملٹری گزٹ کی تحریر کا اقتباس۔ اب ہمارے ناظرین اور پبلک خود ان خدمات کا اعتراف کر سکتی ہے۔ اور پبلک کا اعتراف یہی ہے۔ کہ وہ اس ناصح مشفق کی باتوں کو سچے دل سے سن لے اور اون پر عمل کرکے اپنے آپ کو خطرہ سے بچاوے اور گورنمنٹ کو مدد دیں۔

سرسید کی لاثانی فلسفیانہ نظر

عنوان مندرجہ بالا سے ایک صاحب اودھ اخبار میں لکھتے ہیں۔

جو کچھ ظہور میں آیا یہ سب انگریزی حکام اور گورنمنٹ انگریزی کی تائید اور طرفداری کی بدولت ہے۔ جس کا تمام مسلمانوں کو سرسید سے زیادہ شکرگذار ہونا چاہیئے۔ اور جس کام میں گورنمنٹ یا لوکل حکام نے اپنی تائید اور طرفداری کو خاص طور پر ظاہر نہیں کیا۔ اس میں سرسید کو ایک عام طور کے معمولی آدمی کے برابر بھی کامیابی نہیں ہوئی چنانچہ علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ اور تہذیب الاخلاق پر انہوں نے بڑے بڑے زور لگائے۔ اور مدد کے لئے اپنے تمام دوستوں کو آمادہ کیا اور نواب محسن الملک جیسا نطق آرا اور مولوی چراغ علی اور مولوی ذکاءاللہ اور مولوی مشتاق حسین اور مولوی نذیر احمد جیسے محقق بہم پہونچائے گئیں اودھ اخبار۔ پیسہ اخبار۔ اخبار عام تیرہویں صدی۔ چودھویں صدی کے برابر بھی کامیاب نہوئے اور وہ سال بسال گرتے نظر آئے۔ یہاں تک کہ سو نمبر کا نکلنا بھی نکلنا مشکل ہو گیا۔ اور آخر کار تہذیب الاخلاق کو انسٹیٹیوٹ گزٹ کے ساتھ ملحق کر دینا پڑا اون کی تفسیر کے سو نسخہ چھپنے تھے۔ انکو بھی کوئی نہ پوچھتا تھا۔ اور جو کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی رائے میں نہایت مستقل تھے۔ تو یہ ایسی بات ہے جسپر کوئی یقین نہ کرے گا جسکا ثبوت خود کالج کی روئدادوں اور اسپیچوں اور لکچروں اور کارروائیوں اور پرائیوٹ تحریروں سے ملتا ہے زمانہ جانتا ہے کہ اونکی رائے کو اُن کی ذاتی اغراض نے کہاں تک غیر مستقل بنا کر چھوڑا ہے۔ جس پر ایسے شخص کے لئے قوم کو افسوس ہے اور آج تمام علی گڈھ میں اون کا چرچا ہو رہا ہے اور انگلش پارٹی بھی پرائیوٹ گفتگو میں اوس کا ذکر کرتی ہے سرسید جس کام کی پوری مزدوری نہ پاتے تھے۔ اس میں اپنے نام اور ڈیوٹی کا لحاظ نہ کرتے تھے۔ جیسے کانفرنس کے کاموں میں دھیما پن۔ انسٹیٹیوٹ گزٹ کی ایڈیٹری تہذیب الاخلاق کی ترتیب وغیرہ۔

سرسید کے مذہبی تصرفات اس درجہ بڑھے ہوئے تھے۔ کہ نواب محسن الملک جیسا اُن کا دوست اس کہنے پر مجبور ہوا کہ اس کو ولی سمجھو اور اُس کی تصنیف سے کام نہ رکھو سرسید نے تفسیر لکھ کر عجیب عجیب خیالات ظاہر کئے جن میں بعض نہایت واجب التعظیم ہیں اور باقی سب لغو ذخیرہ حدیث کے متعلق سرسید کی رائے نہایت خراب اور کاشانہ اسلام کو درہم برہم کرنے والی تھی۔ اُن کے نزدیک کسی حدیث کو صحیح ماننے کی کوئی یقینی وجہ نہ تھی۔ وہ نقل کو مفید عقل نہ کہتے تھے۔ جس پر انہوں نے مولوی سلیم پانی پتی سے ایک مضمون لکھوا کر تہذیب الاخلاق کے ورق سیاہ کئے ہیں انہوں نے اپنی اور اپنے صاحبزادہ سید محمود کی کوئی غلطی تسلیم نہ کی۔ حتےٰ کہ سوا لاکھ روپیہ کی غبن میں انہوں نے یہ بھی نہیں مانا کہ اُن سے غفلت ہوئی قومی روپیہ کے صرف کرنے میں وہ بڑی فیاضی اور سیر چشمی ظاہر کرتے تھے۔ اسلام میں خلافت کا مسئلہ سب سے زیادہ

رہا ہے کہ صاحب اور برادران دینی کے لئے بھی کس قدر
مسرت کا مقام ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ جیسی قدردان
گورنمنٹ محسن کی خدمات کا اعتراف کرتی ہے۔ ہم امید کرتے
ہیں۔ کہ وہ اپنے پیشوا اور امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے نقش قدم پر چل کر گورنمنٹ عالیہ کو اور بھی مشکوری کا
موقع دیں گے۔ ایڈیٹر

اقتباس از سول ملٹری گزٹ لاہور

اہل اسلام کا ایک معتبر جلسہ حال میں بمقام قادیان
زیر اہتمام شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور در اصل جلسہ
جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان کے اہتمام
سے ہوا ہے۔ اور چونکہ شیخ رحمت اللہ صاحب نے اس جلسہ
کی روئداد شائع کی ہے۔ اس سے سول کو خیال پیدا ہوا ہے کہ
شیخ رحمت اللہ کے زیر اہتمام سے ہوا ہے۔ ورنہ مہتمم اور
متحمل مصارف اس جلسہ کے جناب مرزا صاحب ممدوح و
المکرم منعقد ہوا۔ **دفع طاعون کے لئے دعائیں**
مانگی گئیں۔ اور ایک لیکچر جناب حکیم نورالدین صاحب نے
اون تدابیر انسداد طاعون کی تائید میں دیا۔ جو سیگریگیشن وغیرہ
طریق پر گورنمنٹ نے رفع وبا کے لئے اختیار کی ہوئی ہیں۔
یہ مغالطہ بھی ہمارے معاصر کو اس روئداد جلسہ کے پڑھنے سے
پیدا ہوا ہے۔ جناب حکیم نورالدین صاحب نے ایک
جداگانہ تقریر کی تھی۔ جو خصوصیت سے ایک دوسرے امر
عظیم کے متعلق تھی۔ جو انسانی ہدایت اور اصلاح کے لئے
مقرر ہے۔ اور وبا طاعون کے متعلق اور دیگر تدابیر انسداد
مجوزہ و مصدرہ گورنمنٹ کے متعلق ایک مبسوط تقریر جناب مرزا
صاحب ممدوح نے فرمائی تھی۔ جس کا اعتراف گورنمنٹ عالیہ
کے رسالہ میں ہے۔ یہ **سلپ آف پین**
ہے۔ ورنہ ایک فاضل ایڈیٹر ان امور کی طرف پورا لحاظ رکھتا
ہے۔ بہر حال **مطلب حاصل** ہے۔ ہمارے کوتاہ اندیش
مخالف اس مقام پر ذرا غور کریں۔ جو ہمارے الفاظ میں
پیچ کی نکتہ چینی کیا کرتے ہیں۔ سول کا فاضل ایڈیٹر بھی
اسکو **انفلوئنشل شفیق** قرار دیتا ہے۔ ایڈیٹر)

اس وفادارانہ امداد کا اعتراف گورنمنٹ کی
طرف سے بانیان و والیان جلسہ کو بھیجا گیا ہے۔ اس لیکچر
کا موضوع اور مقصد صرف یہی تھا۔ کہ اس امر کو موثر طریق پر
بتلایا جاوے کہ گورنمنٹ نے جو تدابیر دافع وبا طاعون
اختیار کر رکھی ہیں۔ اون کی بنا محض ہمدردی اور خیر خواہی
رعایا ہے۔ اون تدابیر سے صرف وبا کا دور کرنا مقصود
ہے۔ اور اس امر کے لئے جیسے وضع بالا کے لئے یہی
تدابیر ضروری اور مناسب ہیں۔ اور یہ کہنا جیسا کہ گورنمنٹ
لوگوں کو ضرر دیتی ہے۔ یہی نہیں کہ **محض دروغ**
بے فروغ ہیں۔ بلکہ ایک احمقانہ خیالات پر
ان کی بنا ہے۔ اور ایسی جھوٹی اور بیہودہ باتوں پر
ایک لحظہ کے لئے بھی کسی دانشمند اور عقل رکھنے والے
انسان کو یقین نہیں کرنا چاہئے۔ اور پردہ کے لئے شرع
اسلام میں اس قدر کافی ہے۔ کہ سیگریگیشن کیمپ میں
جانے کے لئے منہ پر کپڑا اوڑھے ہوئے مستورات
چلی جاویں۔ اسلام خوفناک خطرات کے وقت
ایسی کوئی تعلیم نہیں دیتا۔ اس سے غرض صرف
یہ تھی۔ کہ جو لوگ پردہ داری کے شائق ہیں اون کو بتلایا
جاوے کہ مصیبتوں اور تکالیف کے وقت پردہ کی ایسی
سخت قیود اسلام نے کہاں رکھی ہیں۔ غرض جلسہ اس
طرح پر ختم ہوا تھا۔

یہ ہے گورنمنٹ عالیہ کے اعتراف اور سول ملٹری گزٹ
کی تحریر کا اقتباس۔ اب ہمارے ناظرین اور پبلک خود
ان خدمات کا اعتراف کر سکتی ہے۔ اور پبلک کا اعتراف
یہی ہے۔ کہ وہ اس مسیح مشفق کی باتوں کو سچے دل سے
سن لے اور اون پر عمل کرکے اپنے آپ کو خطرہ سے بچاوے
اور گورنمنٹ کو مدد دیں۔

سرسید کی لائف پر فلسفیانہ نظر

عنوان مندرجہ بالا سے ایک صاحب اودھ اخبار
میں لکھتے ہیں۔

جو کچھ ظہور میں آیا یہ سب انگریزی حکام اور گورنمنٹ
انگریزی کی تائید اور طرفداری کی بدولت ہے۔ جس کا
تمام مسلمانوں کو سرسید سے زیادہ شکرگزار ہونا چاہئے۔
اور جس کام میں [illegible] اپنی تائید
اور طرفداری کو خاص طور پر ظاہر نہیں کیا۔ اس میں
سرسید کو ایک عام طور کے معمولی آدمی کے برابر بھی
کامیابی نہیں ہوئی چنانچہ علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ اور
تہذیب الاخلاق جن میں انہوں نے بڑے بڑے زور لگائے۔
اور مدد کے لئے اپنے تمام دوستوں کو آمادہ کیا اور نواب
محسن الملک جیسا لطف آرا اور مولوی چراغ علی اور
مولوی ذکاء اللہ اور مولوی مشتاق حسین اور مولوی نذیر احمد
جیسے محقق بہم پہنچائے انہیں اودھ اخبار جیسے اخبار
اخبار امام تیرھویں صدی۔ چودھویں صدی کے برابر بھی
کامیاب نہ ہوئے اور وہ سال بسال گرتے نظر آئے یہاں
تک کہ ہر نمبر کا نکلنا بھی نکالنا مشکل ہو گیا اور آخر کار
تہذیب الاخلاق کو انسٹیٹیوٹ گزٹ کے ساتھ ملحق کر دیا
پھر ان کی تفسیر کے سو نسخے چھپنے تھے۔ ان کو بھی کوئی نہ پوچھتا
تھا۔ اور جو کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی رائے میں نہایت مستقل تھے۔
تو یہ ایسی بات ہے جس پر کوئی یقین نہ کرے گا جسکا ثبوت خود
کالج کی روئداد اور اون کی اسپیچوں اور لکچروں اور کاروائیوں اور
پرائیوٹ تحریروں سے ملتا ہے زمانہ جانتا ہے کہ اونکی رائے
کو ان کی ذاتی اغراض نے کہاں تک غیر مستقل بنا کر چھوڑا
ہے جس پر ایسے شخص کے لئے قوم کو افسوس ہو اور آج
تمام علی گڑھ میں اون کا چرچا ہوتا ہے اور انگلش پبلک
بھی پرائیوٹ گفتگو میں اوس کا ذکر کرتی ہے سرسید جس
کام کی پوری مزدوری نہ پاتے تھے۔ اس میں اپنے تمام اعداد
دلائل کا نمونہ ظاہر کرتے تھے جیسے کہ اون کے
کاموں میں دیکھا ہے۔ انسٹیٹیوٹ گزٹ کی ایڈیٹری
تہذیب الاخلاق کی ترتیب وغیرہ۔

سرسید کے مذہبی تصرفات اس درجہ بڑھے
ہوئے تھے۔ کہ نواب محسن الملک جیسا اون کا دوست
اس کے ... مجبور ہوا کہ اس کو دل سے سمجھ اور اس کی تصنیف
سے کام نہ لے سرسید نے تفسیر لکھ کر عجیب عجیب خیالات
ظاہر کئے جن میں بعض نہایت وہ جو انہیں تعلیم میں
اور باقی سب لغو وغیرہ حدیث کے متعلق سرسید کی رائے
نہایت خراب اور کاشانہ اسلام کو درہم برہم کرنے
والی تھی۔ اون کے نزدیک کسی حدیث کو صحیح ماننے کی کوئی
یقینی وجہ نہیں ... نقل کو ... عقل ... کہتے تھے جس
پر انہوں نے مولوی سلیم پانی پتی سے ایک مضمون
لکھوا کر تہذیب الاخلاق کے ورق سیاہ کئے ہیں انہوں
نے اپنے صاحبزادہ سید محمود کی کوئی
غلطی تسلیم نہ کی حتے کہ سوا لاکھ روپیہ کی غبن میں انہوں
نے یہ بھی نہیں مانا کہ اُن سے غفلت ہوئی قومی روپیہ کے
صرف کرنے میں وہ بڑی فیاضی و دلیری ظاہر کرتے
تھے۔ اسلام میں خلافت کا مسئلہ سب سے زیادہ

ضروری ہے تو وہ جانتے تھے۔ کہ اسی نے اسلام کو ضعیف
اور مسلمانوں کو بالکل تالف کیا۔ اور اُن کی زندگی میں تو کے
ہیروائی بائے کے خلاف نے اظہار کر چکے تھے۔ اور نیز آنریبل
سید محمود کے حالات سے اُن کو اطلاع تھی۔ باایں ہمہ
اُنھوں نے انکو اپنا جانشین بنایا۔ اور اُن کے سوا دوسرے
عہدے بھی اپنے خاندان میں بانٹ گئے۔ جس پر اُن کے
مرتے ہی نئے آثار نظر آنے لگے۔ اور جا بجا قوم میں اس کے
چرچے ہونے لگے۔ اور خاص علی گڈھ میں میرٹھ کے حاجی محمد اسمٰعیل
خاں صاحب نے ایک خاص مضمون پر قوم کو توجہ دلائی۔

پس سر سید الف میں جہاں بے انتہا خوبیاں اور
اُن کے مقبول عام کام دکھائے جائیں۔ وہاں اُن امور پر بھی
فلسفیانہ اور محققانہ ریمارک ضرور ہیں۔ اور قوم میں ضرور
ایسے لوگ موجود ہیں۔ کہ قومی فرائض اپنے کرے۔ اور
ان کو رہنما بنائے۔ اور گورنمنٹ ویسی ہی اُن کی تائید کرے۔
تو وہ نہ صرف یہ کام چلا سکتے ہیں۔ بلکہ اس سے اور بھی زیادہ کر
دکھا سکتے ہیں۔ سے

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

سر سید نے قومی روپیہ کی احتیاط اور اس سے کالج کو
متمتع کرنے کے لئے جو اصول اختیار کیا وہ ایک رانڈ دکھی
ہوئے لنگڑے لولے کے بھی خیال میں آ سکتا ہے۔ اور یہ وہی
خیال ہے جو سب سے پہلے لکھنؤ کی ایک پردہ نشین
عورت اہو بیگم صاحبہ کے خیال میں گذرا۔ اور اُنھوں نے
گورنمنٹ میں روپیہ جمع کرا کے اپنے متوسلین کو متمتع کیا۔ زیادہ
روپیہ ہونے کی وجہ سے یہ خیال بہ نسبت سر سید کے
انکو زیادہ موزوں ہو سکتا ہے۔ سر سید کے لئے بلند
خیالی کا مقتضا یہ تھا۔ کہ وہ قومی سرمایہ سے تجارت کی ایک
بہیخ قائم کرتے۔ اور یورپین تجارت کے اصول پر اس سرمایہ
کا پورا نفع حاصل کرنے کا اور قوم کے ایک گروہ کو اس
ذریعے تمام ممالک کے دیکھنے اور اس میں تجربہ حاصل
کرنے کا موقع دیتے۔ اور کالج کے متعلق ایک برانچ
ٹکنیکل ہوتی۔ جن ذرائع سے قومی سرمایہ میں نمایاں
ترقی نظر آتی۔ اور قوم کو طرح طرح کے تجربے حاصل
ہوتے۔ یا یہ کہ اس اصول کے ساتھ اس کو بھی وابستہ
کرتے۔

اس قسم کے خیالات سر سید کے دماغ میں بھی
پیدا ہوتے ہوں گے لیکن اُن کی آخری عمر ضعف نے
ان کو اس اسکیم سے آگے نہیں بڑھنے دیا۔ سوائے
اس کے وہ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ یہ خیالات
میرے شخصی پاور کے احاطہ میں محدود نہیں رہ سکتے۔
اور جو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ہمارے مولانا نذیر احمد صاحب دہلوی
نے بھی تہذیب الاخلاق کے ایک مضمون میں لکھدیا ہے
کہ اردو لٹریچر کو سر سید نے درست کیا۔ اور یوں
کہئے۔ کہ اردو لٹریچر پر انگریزی لٹریچر نے سایہ ڈالا۔ اور
سر سید نے بیش ترجمہ یا بطریق تذکرہ اس کا بیان
کیا۔ اور رسالہ نے اس میں مشاقی پیدا کی۔ اور یوں ہی
خود سر سید بھی ایک نہایت اعلےٰ اور قابل قدر
لٹریچر تھے۔ ورنہ خود اُن کی پہلی لٹریچروں کا آثار الصنادید
کے زیب دیباچہ ہے۔ پیچائی ترکیب سے خالی نہیں۔
زمانہ کی یہ تعلیم ہے۔ جس نے سر سید کے دماغ پر سب
سے زیادہ اچھا اثر کیا۔ جو اُس کے لئے سب سے زیادہ
موزوں تھا۔

سر سید ہر کام میں اپنی خود اور اپنا مرجح ہونا پسند
کرتے تھے۔ اور یورپین اسٹاف کو بھی دور سے
سلام کیا کرتے تھے۔

مولوی سمیع اللہ خاں صاحب نے قومی عہدہ پر کچھ
اُن کے کام میں دخل دینا شروع کیا تھا۔ کہ انھوں نے
دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیا۔ مگر اب قوم وہ
قوم نہیں جو اپنے حقوق کو نہ پہچانے۔ یا وہ اپنے انتظامی
پاور کو ناقابل اعتبار حالت میں چھوڑے۔ اسی لئے
اُن کے سانحہ غم کے بعد اخبارات میں اس کا چرچا شروع
ہوا ہے۔ جس کی ابتدا حاجی محمد اسمٰعیل خاں صاحب
رئیس علی گڈھ کے قلم اور خواجہ محمد یوسف صاحب
کی زبان سے ہوئی۔ اور پھر شاید کسی کے کہنے سے حاجی
صاحب نے اپنے قلم کو روک لیا۔

قصبہ فتحگڈھ میں شیخ ابو سعید محمد حسین اور مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی میں اتفاقی مباحثہ اور شیخصاحب کا اصل مدعا سے گریز کرنا

(ابو یوسف) مولوی صاحب حضرت مسیح ابن مریم علیہ
علیہ السلام کی حیات جسمانی اور بجسد عنصری صعود الی السماء
کے لئے ثبوت پیش کریں۔

(شیخ محمد حسین) قبل اس کے کہ میں اس سوال کا جواب
دوں دو امر آپ سے دریافت کرنا ضروری جانتا ہوں
امر اول یہ ہے کہ آپ کا یہ سوال بطور استفادہ ہے یا
بطور مباحثہ۔ دوم یہ کہ آپ کا اعتقاد در باب حیات و
ممات مسیح کیا ہے کیا آپ انکو وہ سمجھتے ہیں یا اگر
مردہ سمجھتے ہیں تو پھر آنے والا کس شخص کو جانتے ہیں
یا اس امر کا اعتقاد ہی نہیں رکھتے کہ کوئی مسیح آئیگا۔

(ابو یوسف) میں آپ سے بطور استفادہ
کچھ دریافت کرنا نہیں چاہتا اور نہ اس امر
میں آپ کو مفید اور اپنے آپ کو مستفید قرار دیتا
ہوں۔ امر دوم کی نسبت صرف شیخ صاحب کو دو حرفی
جواب دینا چاہتے کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں
یا نہیں اگر زندہ ہیں تو اسکا ثبوت کیا ہے۔ اور
میں اُن کو اہل اموات سمجھتا ہوں۔ آنیوالے مسیح کا فیصلہ
بعد میں ہوگا۔ خلط بحث کی کوئی ضرورت نہیں۔

(فٹ نوٹ ۱) شیخ بٹالوی کی یہ ہمیں کی بگڑی ہوئی
عادت معلوم ہوتی ہو کہ وہ اس قبل کو نہیں چھوڑ سکتے ہر مباحثہ
اور ہر کلام میں وہ اصل امر کو ... کے قبل ازیں کی بحث
میں پڑجاتی ہیں اور پھر یہ سلسلہ لمبا کرتے ہیں۔ کہ
اُن کی یہ تان کہیں ٹوٹنے ہی میں نہیں آتی۔ بھلا
یہاں ان دو شاخدار امور کے بیان کی قبل از جواب کیا
ضرورت لاحق ہوئی تھی۔ ابو یوسف مولوی محمد مبارک علی
صاحب کے سوال سے اُن کا عقیدہ مذہب در بارہ حیات
مسیح معلوم ہوتا ہے اور حیات جسمانی کا لفظ کھول کر بیان
کر رہا ہے کہ وہ اُن کو اس کھانے پینے والے اور بول و براز
رکھنے والے جسم کے ساتھ زندہ نہیں مانتے اور گھٹنے
بڑھنے والے جسم کے ساتھ اُن کا صعود الی السماء
خلاف سنت اللہ جانتے ہیں۔ پھر ایسے صریح سوال پر
بے معنی اور خارج از مطلب سوال در سوال کا پیش کرنا بھی
دانشمندی ہے مگر اصل بات یہی ہے کہ امر حق کا اظہار اُن کو مطلوب
نہیں ہاں تو محنت ... مقصود ہے۔ ایڈیٹر

(فٹ نوٹ ۲) کہئے شیخ صاحب ابھی تسلی ہوئی ہو یا نہیں
یہ خیال خام آپ آئندہ کے لئے دل سے نکال ڈالیں اور
زمانہ کا اقرار خود پسندی کی متعفن ہوا جو آپ کے دماغ

(**محمد حسین**) امر اول کے متعلق جو کچھہ آپ کی ہے اُس کا جواب میں پھر دوں گا بالفعل میں آپ کو امر دوم کی نسبت یہہ جتانا مناسب سمجھتا ہوں کہ سوال سے نہ کوئی بحث کرنی منظور ہے۔ اور نہ خلط مبحث ہوتا ہے میں صرف یہہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کا اعتقاد آنے والے مسیح کی نسبت کیا ہے؟

تاکہ معلوم ہو کہ جس بحث کو آپ چھیڑنا چاہتے ہیں اس میں اپنے اعتقاد کی تائید کرتے ہیں یا اپنے اعتقاد کے خلاف حامی بنتے ہیں۔

(**فٹ نوٹ**) میاں محمد حسین کی یہ شتر مرغ کی سی چال قابل دید ہے۔ یہہ لٹکا خدا جانے کس بوڑھیا نے اُنہیں سکھا دیا ہے کہ جواب پھر دوں گا یہی کہہ دیتے۔ کہ اشاعۃ السنۃ میں دوں گا۔ کیوں شیخ جی اب کونسا امر مانع ہے۔ ابھی کیوں نہیں دیتے؟ والکریم اذا وعد وفی اور یہہ بھی عجیب فلاسفی ہے کہ ایک سوال کے جواب میں بجائے جواب دینے کے خارج از مطلب سوال شروع کئے جاویں اور پھر کہا جاوے۔ کہ اس سے خلط مبحث نہیں ہوتا۔ کیا شیخ صاحب اُسی خلط کی بیٹی تو نہیں ہو گئی جو خلط مبحث سمجھہ ہی میں نہیں آتا۔ اگر آپ خلط مبحث نہیں چاہتے تو جو ادلہ آپکے پاس حیات المسیح بجسد العنصری کے تھیں پیش کی ہوتیں اور اس طول فضول سے حلق خود بدرید و مغز ما خورد کے مصداق نہ بنتے۔ مگر پیش کہاں سے کرتے آجتک تو بجز دعوے کے اور آپ کی زبان قلم اور قلم زبان سے نہ سنا۔ آئندہ کے لئے کیا امید ہو۔ ایڈیٹر

(**ابو یوسف**) آنیوالے مسیح کی بحث آپ بفائدہ چھیڑتے ہیں اس امر کو میں مانتا ہوں کہ ایک مسیح امت محمدیہ میں آنیوالا ہے مگر اس کو وفات حیات کے مسئلے کا موقوف علیہ ٹھہرانا ایک بے معنے بات ہے۔ اور اسکا منشاء صرف آپ کا ادعائی اعتقاد معلوم ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بجسدہ العنصری آسمان پر چڑھ گئے اور پھر وہی کسی آئندہ زمانے میں واپس آئیں گے اس میں شک نہیں کہ ایک مسیح آئیگا مگر بات تو صرف یہہ ہے کہ کیا وہ آنیوالا وہی حضرت مسیح ہے اور حیات جسمانی اور صعود ثابت ہے؟ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ آپ پہلے اُن کی حیات جسمانی و صعود الی السماء بجسدہ العنصری ثابت نہ کریں پر صعود کی بجائے نزول کے مسئلہ کو چھیڑنا خلط مبحث نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر آپ کا یہہ منشاء ہے۔ کہ نزول کے ماننے سے صعود خود مانا جائیگا۔ تو یہہ قضیہ عکسیہ ہے بلکہ صعود ثابت ہونے سے نزول خود ثابت ہو جائیگا بات وہ حرفی ہے ثبوت صعود کا دیجئے۔

(**فٹ نوٹ** ۱) کیوں شیخ جی! ابھی تسلی ہوئی یا اور ضرورت ہے اب تو صاف صاف طور پر فیصلہ ہو گیا مگر نہیں آپ کیوں ماننے لگے ہیں اب تو یہی کہتے جائیں گے۔ کسر رہ گئی کسر رہ گئی۔

۲۔ اب یہاں تو بالکل صفائی ہوئی مولوی ابو یوسف نے اپنے مذہب کو صاف لفظوں میں شیخصاحب کا مذہب ادعائی اعتقاد کے لفظ سے تعبیر کر کے بیان کر دیا۔ گر شیخ بطالوی ہی کیا ہو جو مان جاویں۔

۳۔ کیا اب بھی کچھہ باقی رہ گیا۔ شیخصاحب ذرا انصاف کو ہاتھ سے نہ دو۔

۴۔ مولوی صاحب آپ دو حرفی چھوڑ ایک حرفی کہیں شیخصاحب سہ حرفی کہے بغیر کب چین لیتے ہیں۔ العادۃ طبیعۃ الثانیۃ آپ اُن سے صعود کا ثبوت لے چکے۔ ایڈیٹر

(**محمد حسین**) مجھے افسوس ہی کہنا پڑا کہ آپ نے جواب میں بفائدہ طویل کی نہ میرے سوال کو سمجھا اور نہ اپنے جواب کے الفاظ کے معنے سمجھتے ہیں میں آنیوالے مسیح کی بابت کوئی بحث نہیں کرنی چاہتا صرف آپ کا اعتقاد پوچھتا ہوں۔ آپ بتانا چاہتے ہیں تو بتائیے ورنہ صاف کہیں کہ نہیں بتاؤں گا۔ پھر میں کلام ختم کر دوں گا۔

(**فٹ نوٹ**) ناظرین گھبرائیں نہیں۔ شیخ بطالوی کا یہہ افسوس کبھی بھی ختم نہیں ہوا کرتا۔ جنہوں نے لدہانہ والا مباحثہ پڑا ہے ان کو خوب معلوم ہے کہ وہاں بھی یہ تطویل اور افسوس شیخصاحب کا پیچھا نہ چھوڑتے تھے خدا رحم کرے جب کوئی صادق کا مقابلہ کرتا ہے تو پھر اُس کی یہی حالت ہو جاتی ہے۔ آپ کی تحریر میں تو کہیں بفائدہ کوئی ایسے مغلق الفاظ تو نہیں ہیں جو سمجھہ میں نہ آئیں ہاں یہہ امر جدا گانہ ہے کہ اگر یہہ آپ کی کوئی خانہ زاد اصطلاحیں ہوں جنکو آپ کے ہم وطن رہنے والوں کے سوا کوئی نہ سمجھتا ہو۔ تو پھر مولوی ابو یوسف کو معذور القصور فرمایئے۔ کیونکہ انسانی کلام تو انسان سمجھہ سکتا ہے مگر منطق الطیر کون سمجھے۔ اگر ابو یوسف صاحب آپ کا کلام نہیں سمجھہ سکتے۔ تو وحشی جانور تو ضرور سمجھتے ہوں گے۔ کیونکہ فہم کلام کے لئے مجانست بھی ضروری امر ہے مگر ہاں لیان فتح گڈہ سے تو پوچھنا چاہئے کہ آپ کی منطق کیسی قابل قدر ہے اور وہاں پر آپ کی خوشبیانی اور نکتہ دانی کا نتیجہ کیا ہوا ہے اور آپ نے وہاں کیسی عزت حاصل کی ہے۔ مگر یہہ تو بتلایئے کہ یہہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ وہ اپنی تحریر کے الفاظ بھی نہیں سمجھتے کیا آپ اپنے پر تو حمل نہیں کرتے سچ ہے۔ المرء یقیس علی نفسہ۔ (ایڈیٹر)

(**ابو یوسف**) میں نہایت افسوس سے کہتا ہوں کہ آپ نے اپنی قدیم عادت کے موافق اس بحث کو ناتمام چھوڑنا چاہا ہے میں نے اپنے اعتقاد کو بھی ظاہر کر دیا ہے اور آنیوالے مسیح کی بابت بھی تصفیہ کر دیا ہے افسوس آپ نے ناحق میرے وقت کا خون کیا اور اصل بات سے گریز کی اب بندہ آپ سے اپنے سوال کے جواب کی کوئی امید نہیں رکھتا اور بموجب فرمان نبوی من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ اس سلسلہ بحث کو ختم کرتا ہوں اور آپ کے استخفاف اور استحقار کے الفاظ کی نسبت جزاک اللہ کہہ دیتا ہوں۔

(**فٹ نوٹ**) اپنا عقیدہ آپ لاکھہ بار بیان کریں وہ تو بڈھے بازی گر کی طرح یہی کہیں گے افسوس کسر رہ گئی کسر رہ گئی۔ اور ان کی یہہ بچپن کی بگڑی ہوئی عادت ہے۔ پہلے کب اُنہوں نے کسی بحث کو ختم کیا ہے جو اب کریں گے۔ آپ ان کو خدا ہی کے سپرد کریں۔ حق کو چھپانے والوں کی پردہ دری وہی خوب کرتا ہے۔ اور شیخ بطالوی کے استحقار سے کیا ہوتا ہے حقارت اور لعنت وہی ہے جو آسمان سے برستی ہے۔ اور وقت ہی بتلا رہا ہے کہ کون خفیف اور ذلیل ہو رہا ہے اور انی مہین من اراد اہانتک کی تحت میں کون آیا ہوا ہے۔ (ایڈیٹر)

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷) میں سمائی ہوئی ہے۔ اس کی نکالنے کی فکر کریں آپ کو استاد بننے کا بہت شوق معلوم ہوتا ہے یوں اگر آپ پسند کریں تو استاد جی کہلائیں کوئی آپ کو روکتا نہیں مگر آپ سے کوئی لستہ و دکر ہی کیا سکتا ہے خیر یہہ امر دیگر ہے مگر یہہ تو بتلایئے کہ ابھی کوئی امر تشریح طلب قبل از جواب تو باقی نہیں رہا۔ اور اگر ہے تو اور آئندہ چل کر آپ کی تسلی ہو جاوے گی۔ ایڈیٹر

محمد حسین! آپ نے ہمیں اعتقاد آنیوالے مسیح کی نسبت کہ وہ کون ہے بظاہر فرمایا اور آئندہ سلسلہ سوال و جواب کا قطع کر دیا۔ اب میں بھی آپ کو مخاطب نہیں کرتا۔ اور آپ کے سوال کے متعلق قرآن و حدیث سے جو بات ثابت ہے وہ حاضرین و سامعین کے سامنے پیش کرتا ہوں ان سامعین کے ساتھ آپ بھی چاہیں تو سنیں نہ چاہیں تو اختیار ہے۔ مگر سننے کی حالت میں آپ کو نہ سننے کا اختیار نہ ہوگا بلکہ آپ میرے سوال کا جواب صاف الفاظ میں دینگے کہ آنیوالے مسیح آپ کے اعتقاد میں کون ہیں ؟ -

(فٹ نوٹ) شاباش شاباش - یہ تیری تان نہ ٹوٹنی تھی نہ ٹوٹی۔ تعجب ہے کہ اب تک تو حاضرین اور سامعین کو جو اس امر کے مشتاق تھے کہ آپ مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب کے سوال کا جواب دیں آپ نے کچھ نہ سنایا اور اب قرآن و حدیث سے سنانے کا دعوے کرتے ہیں اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ مولوی صاحب ممدوح خاموش رہیں۔ قابلیت اور انصاف پسندی یہی ہے اگر آپ کے دلائل میں کچھ زور اور قوت ہے تو تحریری طور پر مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں پیش کی ہوتیں۔ آپ کی کمزوری تو اس سے بھی پائی جاتی ہے کہ آپ مولوی صاحب کا منہ بند کر کے کچھ بولنا چاہتے ہیں بصورت ثانی نہیں کیونکہ اندر ہی اندر مولوی ابو یوسف صاحب کی زبردست تقریر کا آپ کو اندیشہ لگا ہوا ہے کہ الیانہ ہو کہ بخیے ادھیڑ دے۔ خیر فتح گڈو والوں کو بھی آپ کی علمیت کا راز معلوم ہوگیا مبارک ہو۔ ایڈیٹر

اس کے بعد مولوی ابو یوسف نے فرمایا کہ میں نہایت اشتیاق سے منتظر ہوں آپ کی تقریر خاموش رہ کر سنوں گا بشرطیکہ آپ میری تقریر جو میں آپ کی بعد کرونگا اسی طرح خاموشی کے ساتھ سنیں جس کا جواب شیخ بٹالوی نے صاف طور پر دیا کہ نہیں ایسا نہیں ہوگا جس سے اُن کی کمزوری ثابت ہوتی ہے۔ غرض یہ کہ شیخ صاحب ذلت اور شرمساری کے ساتھ بشرطیکہ وہ محسوس کریں۔ اس اتفاقی مباحثہ سے حسب معمول دم دبا کر بھاگ گئے مگر اُن کے لئے یہ معمولی بات ہے۔ ایڈیٹر

تقریر مولانا مولوی نور الدین صاحب بتقریب جلسہ انجمن ہمدرد اسلام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اخویم مکرم سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تقریر ذیل اگرچہ جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب نے انجمن ہمدرد اسلام قادیان دارالامن والامان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو سنائی ہے مگر میرے خیال میں اعلےٰ و ادنےٰ ہر طبقہ کے لوگوں میں سے ہر ایک قسم کے لوگ اپنی اپنی استعداد کے لحاظ سے اس پر معارف تقریر سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ پاک الفاظ جو اس خدا کے برگزیدہ بندے کے مُنہ سے نکلے اور ایک دنیا کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں ان کو چند ہی کانوں تک محدود رکھ کر اور ان کی ناقدری کر کے ہوا ہی میں اڑا دیا جاوے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے خوان کی جو اس نے محض اپنے فضل سے بغیر کسی محنت اور کوشش کے عنایت فرمایا ہے قدر کریں اور اس کو اپنے سر آنکھوں پر لے کر اس کی قدر کا حق ادا کریں۔ اور اس کے دیئے میں سے اس کے حکم کی فرمانبرداری کے لئے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ **مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ**۔ کمربستہ ہو کر اس کو اس طرح خرچ کریں کہ ان پاک الفاظ کو ہوا کے گھوڑے سے اتار کر کاغذ کے گھوڑے پر سوار کر دیں۔ اس طرح پر یہ الفاظ محفوظ ہو کر وقتاً فوقتاً خلق اللہ کو فائدہ دے سکیں گے لہٰذا میں نے مذکورہ بالا غرض کے پورا کرنے کے لئے اس تقریر کو اکٹھا کر کے آپ کی خدمت میں ارسال کیا ہے کہ آپ براہ مہربانی اس کو اپنے اخبار کے کسی کونے میں گوشہ گزین بنا دیں۔ عین مہربانی ہوگی خدا آپ کو جزا خیر دیوے۔ اور ان الفاظ کو مخلوق کی ہدایت کا موجب بنا دے۔ آمین ثم آمین

راقم عاجز عبد الرحمٰن قادیانی سکرٹری انجمن ہمدرد اسلام قادیان۔

وھو ھذا

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ - امابعد - بچو تم جانتے ہو کہ میں نے یہ کیا پڑھا ہے۔ یہ وہ پاک کلمہ ہے جو اسلام کی شروع میں ہی پڑھایا جاتا ہے جانتے ہو کہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا کیا مطلب ہے۔ یہی کہ کوئی اللہ جامع جمیع صفات کاملہ اور ہر بدی سے منزہ کے سوائے سچی فرمانبرداری کے لائق نہیں اور اس کی فرمانبرداری کے سکھلانے والے محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ دنیا میں ایک وہ شخص آئے ہیں جن کی نظیر اولین و آخرین میں نہیں پائی جاتی۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کو بھیجے ہوئے اور اُسی کی فرمانبرداری کی راہیں سکھاتے ہیں اور اُن سارے احکام کے مجموعے کو جو آپ اللہ تعالےٰ کی طرف سے لائے ہیں قرآن شریف کہتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جس وقت انسان **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھتا ہے اُسی وقت سے اُس پر فرض ہو جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی سچی فرمانبرداری نہ کرے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے محمد رسول اللہ اور قرآن شریف سے مشورہ لیوے۔ اور اپنی ساری ضرورتوں اور حاجتوں کا پورا کرنے والا اُسی کو جان کر ہر حال میں اُسی سے استمداد چاہے۔ کیونکہ وہ خدا جس نے محمد کو رسول اور اپنے احکام کا مجموعہ قرآن شریف اُس کو دے کر دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے وہ بڑی قدرت اقتدار اور جبروت کا مالک ہے۔ وہی ہوا پانی اور ساری اُن چیزوں کا جن سے تم وقتاً فوقتاً اپنی ضروریات پوری کرتے ہو فائق ہے۔ اُسی نے تم کو آنکھ دی کہ تم دنیا کی عجائبات قدرت کو دیکھو کان دیئے کہ سنو ان کے سوا سارے اعضا جن سے تم مختلف قسم کے فائدے حاصل کرتے ہو اُسی کی عنایت ہیں۔ اب ذرا اُس کے عطیات اور انعامات پر غور کر کے فکر تو کرو کہ وہ کیسا طاقتور اور کیسا عظیم الشان بادشاہ ہے جسکو **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے اقرار کرنے والا انسان جانتا ہے اور درحقیقت انسان کو ضرورت بھی ایسے ہی خدا کی ہے جو اسکی ساری حاجتوں